عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

نومبر 2004ء

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

سیرت سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ

احکام و مسائل رمضان المبارک

رواداری یا انتہا پسندی اسوۂ حسنہ سے عملی مثالیں

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت

صدقہ و فطر کے احکام

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں

www.khatm-e-nubuwwat.com

شمارہ نمبر 9 ...... جلد نمبر 39/8

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر ۹ .... جلد نمبر ۳۹/۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

فاتح قادیان مولانا محمد حیات

شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

بانی	مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی	خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی	پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ
نگران اعلیٰ	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
نگران	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
چیف ایڈیٹر	صاحبزادہ طارق محمود صاحب مدظلہ
ایڈیٹر	حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحب
سرکولیشن منیجر	رانا محمد طفیل جاوید صاحب
منیجر	قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
- مولانا بشیر احمد
- حافظ محمد یوسف عثمانی
- مولانا محمد اکرم طوفانی
- چوہدری محمد اقبال
- مولانا خدا بخش شجاع آبادی
- مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
- مولانا محمد نذر عثمانی
- مولانا محمد علی صدیقی
- مولانا غلام حسین
- مولانا قاضی احسان احمد
- مولانا محمد اسحاق ساقی
- مولانا محمد قاسم رحمانی
- مولانا غلام مصطفےٰ
- مولانا محمد طیب فاروقی
- مولانا فقیر اللہ اختر
- مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود مطبع: تشایل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

سانحہ سیالکوٹ... پردہ طاقت کون؟	صاحبزادہ طارق محمود	3
سانحہ سیالکوٹ کے بعد ملتان	صاحبزادہ طارق محمود	5

مقالات ومضامین

مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ	صاحبزادہ طارق محمود	8
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ	مولانا محمد عبداللہ	12
جنگ بدر	مولانا محمد اسلم	18
رمضان المبارک کے احکام اور مسائل	مولانا مفتی ابوطلحہ	25
صدقہ فطر کے احکام	مولانا محمد عاشق الٰہیؒ	40
اسلام مذہب میں اعتدال......رواداری یا انتہا پسندی	مولانا اکرام اللہ جان	44

ردقادیانیت

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں	عطاء محمد جنجوعہ	47

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	53
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

سانحہ سیالکوٹ... پس پردہ طاقت کون؟

یکم اکتوبر کو سیالکوٹ میں مہاراجہ روڈ پر واقع مرکزی امام بارگاہ مستری عبداللہ مسجد زینبیہ میں جمعۃ المبارک کے موقع پر خودکش حملے کے نتیجے میں 31 نمازی جاں بحق اور 80 سے زائد زخمی ہوگئے۔ امام بارگاہ کے خطیب فیض علی کرپالوی نے بتایا کہ وہ دعا مانگ رہے تھے کہ اچانک زوردار دھماکہ ہوا۔ اس کے بعد قیامت خیز دھماکہ ہوا۔ وہاں زمین میں ڈیڑھ فٹ گہرا گڑھا بن گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق ایک اجنبی شخص بریف کیس سمیت عبادت گاہ کی اگلی صف میں بیٹھا دیکھا گیا۔ متعلقہ حکام نے دہشت گرد کا جو خاکہ جاری کیا ہے اس میں اس کی عمر بیس بائیس برس بتائی گئی ہے۔ سیالکوٹ کے خونی واقعہ کے بعد مشتعل ہجوم نے سرکاری گاڑیوں کو آگ لگادی۔ ضلعی ناظم اور تھانہ کو نذر آتش کردیا گیا۔ وزیراعلیٰ جناب چوہدری پرویز الٰہی نے سانحہ سیالکوٹ کے مجرموں کی نشاندہی کے حوالے سے ایک کروڑ روپے انعام کا اعلان کیا ہے۔ جبکہ ڈی سی او سیالکوٹ' ڈی ایس پی اور انچارج تھانہ کو معطل کرکے عوامی غیض وغضب کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سیالکوٹ میں رونما ہونے والے المناک سانحہ پر جس قدر غم وغصہ کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ ملک بھر کے دینی' سیاسی اور سماجی حلقوں کی جانب سے اس واقعہ کی مذمت اور دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ حکومت اپنے تمام تر بلند بانگ دعوؤں کے باوجود دہشت گردی کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ جب بھی کوئی دلخراش واقعہ رونما ہوتا ہے حکومت اس کا نوٹس لیتی ہے۔ انتظامیہ کی جانب سے مساجد اور امام بارگاہوں کے علاوہ عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے انتظامات کا اعلان کیا جاتا ہے۔ چند روز تک پولیس مستعدی دکھاتی ہے اور پھر پولیس روایتی تساہل پسندی اختیار کرلیتی ہے۔ دہشت گرد اسی موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ نتیجتاً دہشت گردی کا کوئی نہ کوئی اور واقعہ رونما ہوجاتا ہے۔ مساجد' امام بارگاہوں' گرجا گھروں پر خودکش حملے اور بم دھماکے سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہیں۔ حکومت اسے مذہبی دہشت گردی کا نام دے کر بری الذمہ ہونے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔

جہادی تنظیموں کے نیٹ ورک کے خاتمہ اور بالخصوص دو متحارب مذہبی جماعتوں پر پابندی اور کڑی نگرانی کے بعد مذہبی دہشت گردی کے امکانات معدود ہوجاتے ہیں۔ انہیں مورد الزام ٹھہرانا حکومتی اور انتظامی ذمہ

داریوں سے پہلوتہی کرنے کے مترادف ہے۔صدر مملکت پرویز مشرف‘ وزیراعظم شوکت عزیز پر خودکش حملوں کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پوری حکومتی مشنری‘ ایجنسیاں اور متعلقہ ادارے صدر مملکت‘ گورنرز‘ وزرائے اعلیٰ اور مرکزی وصوبائی وزراء کی فوج ظفر موج کی سیکورٹی پر مامور ہوکر رہ گئی ہے۔ایک تازہ رپورٹ کے مطابق وزارت داخلہ‘ قومی‘ بین الاقوامی اور اہم ملکی شخصیات کی سیکورٹی کے لئے 66 کروڑ کی بلٹ پروف کاریں اور آتش گیر مادہ کو جام کرنے والے آلات منگوائے گی۔اس رپورٹ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حکومت کو عوام کے مال وجان کی نسبت اپنی حفاظت کی فکر کس قدر دامن گیر ہے؟۔حکومتی عہدے داروں کے تحفظ پر کئے جانے والے وسیع تر اقدامات کے نتیجہ میں پوری قوم کو دہشت گردوں‘ ڈکیتوں اور جرائم پیشہ لوگوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔عوام الناس میں اب یہ احساس بڑھتا جارہا ہے کہ حکومت ان کے مال وجان اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے طفل تسلیوں اور زبانی جمع خرچ کے علاوہ عملاً کچھ کرنے کو تیار نہیں۔

سیالکوٹ کے حالیہ المناک واقعہ کو نہ تو مذہبی دہشت گردی کا نام دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس واقعہ کو شیعہ سنی کشیدگی یا مخاصمت کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ایسے دہشت گردی کے واقعات سے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تیسری طاقت درپردہ اپنا کام دکھارہی ہے۔وہ طاقت نہ صرف مسلمانوں کے دوگروہوں کو آپس میں متصادم کرنا چاہتی ہے بلکہ گرجا گھروں میں بم دھماکوں اور فائرنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں اور وطن عزیز میں بسنے والے مسیحی بھائیوں کے درمیان بھی عداوت اور نفرت کے بیج بونا چاہتی ہے۔گزشتہ کئی برسوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو تباہ کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔اسی مقصد کی خاطر مختلف مسالک کے ممتاز مذہبی دینی رہنماؤں کو چن چن کر قتل کیا جارہا ہے۔دہشت گردی اس منظم طریقے پر کی جارہی ہے کہ اب تک دن دھاڑے شہید کئے جانے والے علماء کے قاتلوں کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پس پردہ اس خونی ہاتھ کو پکڑے جو ملک کے امن وامان کو تہہ وبالا کررہا ہے۔نہتے اور بے گناہ شہریوں کا بے دریغ خون بہارہا ہے۔

وطن عزیز میں پس پردہ دہشت گردی کے تسلسل کو برقرار رکھنے والی طاقت یقیناً وہی ہوسکتی ہے جس کا نہ اسلام سے کوئی تعلق ہے نہ ہی پاکستان سے خیرخواہی اور نہ شہریوں سے ہمدردی۔افسوس کہ موجودہ اور ماضی کی کسی حکومت نے یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ اسلام اور پاکستان دشمن جماعتوں کی خفیہ سرگرمیوں کا جائزہ لے لیا جاتا۔اس سے کوئی شخص اختلاف نہ کرسکے گا کہ کھلے دشمن سے اندر کا دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔مساجد اور امام بارگاہوں میں خودکش حملوں کا واضح مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیعہ سنی کہیں متحد نہ ہوسکیں۔عراق میں ہزار کوشش کے باوجود اہل تشیع اور سنیوں کو آپس میں نہ لڑایا جاسکا۔بلکہ دونوں گروہوں نے اپنی آزادی اور سلامتی کے تحفظ کے پیش نظر حملہ آور طاقت کے خلاف اتحاد کا مظاہرہ کیا۔جس وجہ سے حملہ آور طاقت کو نہ صرف مزاحمت کا سامنا ہے۔بلکہ وہ

اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں خاصی دشواری محسوس کرنے لگی ہے۔

عراق میں اس تلخ تجربہ کے بعد پاکستان کو کمزور کرنے' اس کے اقتصادی معاشی اور سیاسی عدم استحکام کے لئے دشمن یہ پسند نہیں کرے گا کہ پاکستان میں شیعہ سنی اتحاد فروغ پائے۔ ماضی قریب میں بعض شواہد ریکارڈ ہیں کہ وطن عزیز میں مختلف فرقوں کے درمیان بدگمانیاں اور کشیدگی کی راہیں ہموار کرنے میں قادیانی جماعت نے پس پردہ کردار ادا کیا۔ لاہور کی امام بارگاہ کو آگ لگاتے ہوئے موقع پر قادیانی نوجوان گرفتار کیا گیا۔ چنیوٹ کو شیعہ سنی مسئلہ کا آتش کدہ بنانے کی سازش اس وقت بے نقاب ہوئی جب دونوں مذہبی گروہوں کی جانب سے دیواروں پر لکھی جانے والی اشتعال انگیز عبارات طرز تحریر کی یکسانیت نے بھانڈہ پھوڑ دیا۔ قادیانی جماعت نے اپنے بجٹ میں ایک کثیر رقم مختص کر رکھی ہے۔ جو مسلمانوں کے مختلف مسالک میں کشیدگی پیدا کرنے کے لئے صرف کی جاتی ہے۔ قادیانی جماعت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے۔ اسرائیل اور بھارت سے ان کے روابط و تعلقات یکساں ہیں۔ یہ زندہ حقائق ہیں۔ دینی' مذہبی اور نظریاتی طور پر قادیانی جماعت بیرونی طاقتوں کی آلہ کار بن کر بہتر خدمت سرانجام دے سکتی ہے۔ سیالکوٹ ماضی میں قادیانیوں کی مخصوص سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ تقسیم کے بعد ایم ایم احمد سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر رہا۔ یہ تفصیل طلب موضوع ہے کہ قادیانی جماعت کشمیر میں غیر معمولی دلچسپی رکھتی ہے۔ اسی باعث انہوں نے سیالکوٹ کو اپنا مرکز بنائے رکھا۔ اب جبکہ کچھ لو کچھ دو کے اصول پر کشمیر کے مسئلہ کے حل کے ضمن دونوں ممالک میں پیش رفت کا سلسلہ جاری ہے۔ سیالکوٹ میں رونما ہونے والا دہشت گردی کا حالیہ واقعہ بہت معنی خیز ہے۔ قادیانی جماعت کے لئے ناقابل برداشت ہوگا کہ مسئلہ کشمیر کے حل میں اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ 1965ء میں مسلح افواج میں گھسے قادیانی جرنیلوں نے حصول کشمیر کی خاطر پورے پاکستان کو داؤ پہ لگا دیا تھا۔ قادیانی جماعت ہر قیمت پر وطن عزیز کی وحدت اور سلامتی کی دشمن ہے۔ حکومت قادیانی جماعت کی مختلف تنظیموں ان کے بجٹ اور پس پردہ سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے۔ یقیناً یہی جماعت دہشت گردی کی ماسٹر مائنڈ ہے۔

سیالکوٹ کے بعد ملتان...!

سیالکوٹ کے بعد ملتان میں کار بم دھماکہ میں 45افراد جاں بحق اور 150 کے قریب زخمی ہوئے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق دہشت گردی کی مسلح واردات صبح 4 بج کر 27 منٹ پر اس وقت ہوئی جب کالعدم جماعت سپاہ صحابہ کے رہنما مولانا اعظم طارق کے پہلے یوم شہادت کے موقع پر ہونے والے جلسہ کے بعد لوگ اپنے گھروں کو لوٹ کر جا رہے تھے۔ جلسہ گاہ سے کچھ فاصلہ پر کھڑی ایک سفید کار میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ بم دھماکہ کیا گیا۔ دوسرے دھماکہ کے لئے موٹر سائیکل استعمال کی گئی۔ بم دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کی آواز کئی کلومیٹر

دور تک سنائی دی گئی۔ بم دھماکوں کے نتیجہ میں بجلی کا ٹرانسفارمر بھی پھٹ گیا۔ دیواروں پر لگے بجلی اور سوئی گیس کے میٹر بھی تباہ ہوگئے۔ ہر طرف انسانی اعضاء بکھر گئے۔ جاں بحق اور زخمی ہونے والوں کو نشتر ہسپتال پہنچایا گیا۔ سیالکوٹ کی طرح واقعہ ملتان دہشت گردی میں ملوث ملزمان کی نشاندہی کرنے والے کو ایک کروڑ روپے انعام دیا جانے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

سیالکوٹ میں اہل تشیع کی عبادت گاہ کو نشانہ بنانے کے ٹھیک چھ دن بعد سابقہ سپاہ صحابہؓ کے جلسہ میں بم دھماکہ کے بعد حکومت نے اعلان کیا ہے کہ دہشت گردی کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک توڑ دیا جائے گا اور کیفرکردار تک پہنچانے میں آہنی ہاتھ استعمال کیا جائے گا۔ دہشت گردی کے ہر واقعہ کے بعد حکومت اسی عزم کا اظہار اور دہشت گردی کے قلع قمع سے متعلق بلند بانگ دعوے کرتی ہے۔ لیکن اس کا آہنی ہاتھ برآمد نہیں ہوتا۔ قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ حکومت دہشت گردی کے واقعات روکنے میں بالکل ناکام ہوچکی ہے۔ وہ تمام تر توانائیاں امریکی خواہشات کی تکمیل میں صرف کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو ملک کے داخلی امن سے کوئی دلچسپی نہیں۔ حالانکہ شہریوں کے مال وجان کی حفاظت کرنا حکومت کا اولین فرض ہے۔ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے کہا ہے کہ پاکستان میں موجودہ دہشت گردی کے واقعات میں را اور موساد کے ملوث ہونے کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات سے محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل ایران پر حملہ کرنے والا ہے۔ ایران کو تنہا کرنے کے لئے دنیا بھر میں بالخصوص پاکستان کے شیعہ سنی گروہوں میں منافرت اور کشیدگی پیدا کی جارہی ہے۔ بعض ذمہ دار سیاسی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کے موجودہ واقعات وردی کے مسئلہ سے توجہ ہٹانے کی سازش ہیں۔ بعض رہنماؤں نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات جلسے جلوسوں پر پابندی لگانے کی سازش ہیں۔ یاد رہے کہ ملتان کے واقعہ کے بعد حکومت نے ہر قسم کے اجتماع کے انعقاد پر پابندی عائد کردی ہے۔ البتہ نماز جمعہ اور تراویح کے اوقات پابندی سے مستثنیٰ ہوں گے۔

سانحہ ملتان کے حوالہ سے جو تفصیلات منظر عام پر آئی ہیں وہ نہ صرف لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہیں بلکہ ان سے شکوک وشبہات کو تقویت مل رہی ہے۔ واقعہ سیالکوٹ کے بعد کالعدم تنظیم سپاہ صحابہؓ کو جلسہ کی اجازت انکار کے بعد کیونکر دی گئی؟۔ جلسہ گاہ میں شدید سیکورٹی کے باوجود دہشت گردوں کی کاریں کیونکر آزادانہ گھومتی رہیں؟۔ جس گاڑی میں بم نصب کیا گیا تھا اسے جلسہ گاہ کے قریب لے جانے کی کوشش بھی کی گئی۔ پولیس اہلکاروں نے اس گاڑی کو آگے جانے سے تو روک دیا۔ لیکن اسے چیک کرنے کی زحمت گوارا نہ کی گئی۔ نتیجتاً مذکورہ بالا گاڑی کو اسی جگہ پارک کردیا گیا اور دہشت گرد اتر کر جلسہ گاہ میں چلے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر دعا کے خاتمہ کے بعد جیسے ہی لوگ مسجد سے باہر نکلنا شروع ہوئے۔ دہشت گردوں نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ اپنا کام کردکھایا۔ اس طرح کار کے

پرخچے اڑ گئے اور دہشت گرد اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ بعض عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ جلسہ گاہ میں شدید سیکورٹی کا انتظام تھا۔ لیکن تین بجے صبح کے بعد سیکورٹی ختم کردی گئی۔ واقعہ سیالکوٹ ہو یا ملتان کا سانحہ۔ حقائق وشواہد کا منظر عام پر آنا ضروری ہے۔

جب یہ سطور لکھی جارہی تھیں تو کراچی میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی تدفین کے بعد لاہور میں ایک اور خودکش حملہ کے نتیجہ میں مزاحمت کے نتیجہ میں دہشت گرد سمیت دو افراد جاں بحق ہو گئے۔ اگر مرنے والا دہشت گرد امام بارگاہ کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا جہاں 80 افراد مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے تو یہ واقعہ بھی یقیناً سیالکوٹ اور ملتان کی طرح تشویش واضطراب' دردوالم کی تلخ یادیں چھوڑ جاتا۔

وطن عزیز میں حالیہ دہشت گردی کی لہر نے محب وطن شہریوں کو خون کے آنسو رونے پر مجبور کردیا ہے۔ خارجی خطرات کے ساتھ ساتھ ملک داخلی طور پر عدم استحکام کا شکار ہے۔ جنوبی وزیرستان کی مخدوش صورت حال کے بعد بلوچستان سے محسوس ہونے والی خطرات کی بو یقیناً باعث تشویش ہے۔

وردی کے مسئلہ پر سیاسی جماعتیں خم ٹھوک کر میدان عمل میں آنے کے لئے تیار ہیں۔ سیاسی نکتہ نظر سے اگر سیاسی قائدین اور مختلف جماعتیں وردی کے مسئلہ پر غفلت اور تساہل پسندی کا مظاہرہ کرتی ہیں تو جمہوریت اور جمہوری اداروں کے پامالی کے خطرات سے انکار ممکن نہیں۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اپنے وعدہ کے برعکس وردی اتارنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ پاکستان کے مستقبل اور سلامتی کو اپنی وردی سے مشروط کئے بیٹھے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اندر حکومت من مانی اور اپنی مرضی کے بل پاس کروانے کی جبری پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن میں کشیدگی اور تناؤ اپنے انتہا پر ہے۔ ان حالات کے تناظر میں ملک میں دہشت گردی کے واقعات ملک کے لئے سیاسی' اقتصادی' معاشی عدم استحکام کا باعث بن سکتے ہیں۔ حکومت اگر دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام میں مخلص ہے۔ شہریوں کے مال وجان کے تحفظ میں سنجیدہ ہے تو اسے سیالکوٹ اور ملتان کے واقعات کی آزادانہ' غیر جانب دارانہ تحقیقات کے لئے فوری طور پر ٹریبونل قائم کرنا چاہئے۔ تاکہ حقائق وشواہد منظر عام پر آسکیں اور آئندہ کے لئے دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لئے اقدامات کئے جاسکیں۔

دعائے صحت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مبلغ حضرت مولانا خدابخش صاحب مدظلہ علالت کے باعث نشتر ہسپتال ملتان میں داخل ہیں۔ جماعتی احباب اور رفقاء سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائیں۔ آمین!

خون پھر خون ہے....!

مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کا سانحہ شہادت!

مقالہ خصوصی: صاحبزادہ طارق محمود

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ ' جناب ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ کی شہادت کے سانحات کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے بہیمانہ قتل کا واقعہ غیر متوقع نہیں تھا۔ یہ سانحہ علمائے حق کو دبانے' جھکانے اور مٹانے کی عالمی سازش کے تسلسل کا حصہ ہے۔ جب اندھیر نگری کا یہ عالم ہو کہ کسی عام آدمی کی عزت' جان' مال اور آبرو محفوظ نہ ہو تو ایک عالم دین اور مبلغ کے چراغ حیات کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے؟۔

جنرل پرویز مشرف کی عسکری حکومت دہشت گردی کے ہر واقعہ پر ملزمان کے خلاف آہنی ہاتھ ڈالنے اور دہشت گردی کے قلع قمع کے لئے شکنجہ جیسی انقلابی اصطلاحات استعمال کر کے عوام کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ قوم ابھی تک نہ تو آہنی ہاتھ کا کمال دیکھ پائی ہے اور نہ ہی شکنجہ کی کوئی سی کرشمہ سازی۔ کبھی فوجی وردی قوم کے لئے قابل احترام اور فوجی زبان قابل فخر سمجھی جاتی تھی۔ دہشت گردی کے واقعات کے تسلسل کے بعد وطن عزیز ایسی غیر یقینی صورت حال کا شکار ہے کہ اب پوری قوم نہ زبان پر اعتبار اور نہ ہی وردی پر بھروسہ کرنے کو تیار ہے:

ترے وعدے پر جئے ہم' تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے' اگر اعتبار ہوتا

حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ اس دینی جماعت کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ تنظیم کبھی بھی فرقہ واریت میں ملوث نہیں ہوئی۔ بلکہ اتحاد بین المسلمین کی داعی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھنے میں جماعت نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ تحفظ ختم نبوت اپنی نوعیت کا واحد پلیٹ فارم ہے جہاں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور زعماء کے باہمی اتحاد کے روح پرور نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ اگرچہ سیاسی ذوق کے لئے جمعیت العلمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) سے وابستہ تھے۔ لیکن ان کی تمام تر توانائیاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اور ان کی ساری صلاحیتیں دین کی سربلندی و سرفرازی کے

لئے وقف تھیں۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے روحانی فرزند تھے تو حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے دست راست اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ کے معتمد خاص تھے۔ انہیں جناب ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ کے رفیق اور جناب ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے شفیق کی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ بزرگ علمائے کرام کی صحبت اور تربیت اور عصری، مذہبی، علمی، دینی اور سیاسی شخصیات کی رفاقت کے باعث وہ نہ صرف باطنی اوصاف سے مالا مال تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ظاہری کمالات سے بھی نواز رکھا تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ نے ایک دینی گھرانہ میں آنکھیں کھولیں۔ ابتدائی تربیت دین سے وابستہ والدین کی معرفت ہوئی۔ جس کی وجہ سے دینی محبت انہیں ورثے میں ملی اور وہ رگ وریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی۔ انہوں نے دین کو دنیا پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب نوازا تھا۔ وہ عالم بھی تھے اور مفتی بھی۔ فاضل بھی تھے اور خطیب بھی۔ مومن بھی تھے اور سالک بھی۔ صوفی بھی تھے اور مجاہد بھی۔ نمازی بھی تھے غازی بھی............ حتیٰ کہ شہید بھی:

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

کہتے ہیں کہ صحبت اثر رکھتی ہے۔ نیک کی صحبت نیک اور برے کی صحبت برا بنا دیتی ہے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ کی صحبت نے ایک مبلغ کو بھی شہادت جیسا پاکیزہ منصب عطا کر دیا۔ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہونہار، دل بہار اور خوش گفتار مبلغ تھے۔ راقم الحروف کو میرپور (سندھ) کے مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے بتایا کہ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ اپنے آخری سفر کے رفیق حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو اکثر کہا کرتے تھے کہ ہم اکٹھے مریں گے۔ بظاہر یہ بات مجذوبانہ لگتی تھی۔ لیکن شہید کی زبان میں کس قدر صداقت ہوتی ہے۔ اس بات کا علم ہمیں ان کے واقعہ شہادت کے بعد ہوا۔

حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی مجلس ادارت کے رکن بھی تھے۔ اگرچہ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کوئی بڑے خطیب نہ تھے۔ لیکن بولتے تو پھول جھڑتے۔ سرائیکی لہجہ کی مٹھاس اور انداز بیان کا حسن متاثر کن تھا۔ وہ متانت وذہانت کا پیکر تھے۔ کافی مدت کوئٹہ میں مبلغ کی حیثیت سے تعینات رہے۔ محترم جناب فیاض حسن سجاد اور دیگر جماعتی رفقاء ان کے اخلاص جذبہ اور مشن میں لگن کے معترف ہیں۔ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کوئٹہ سے کراچی آئے تو یادوں اور باتوں کا گلستان چھوڑ آئے۔

حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سرمایہ تھے۔

حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ تو بلاشبہ عالمی سطح کے مبلغ تھے۔ برطانیہ میں ہر سال منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس ان کی شبانہ روز محنت اور ریاضت سے عبارت تھی۔ وہ اس کانفرنس کے انتظام وانصرام میں پوری تندہی سے حصہ لیتے۔ امسال برطانیہ میں داخلہ کی پابندی کے باوجود پاکستان میں بیٹھ کر کانفرنس کی کامیابی وکامرانی کے لئے ہمہ تن مصروف کار رہے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ متحرک' فعال' سرگرم عمل اور پیہم جدوجہد کے انسان تھے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ کے جسم میں مضطرب روح اور پہلو میں بے قرار دل تھا۔ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرنے کا عزم رکھنے والے انسان تھے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ کی مصروفیات کا مرکز ومحور تبلیغی جماعت' جمعیت علمائے اسلام' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مراکز اقراء روضۃ الاطفال تھا۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ نے اقراء روضۃ الاطفال کے نام سے ملک کے مختلف شہروں میں جدید طرز پر دینی تعلیمی اداروں کا نیٹ ورک شروع کر رکھا تھا۔ جس میں 20 ہزار کے قریب طلباء وطالبات زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ دینی ودینوی علوم پھیلانے کی تحریک میں اس قدر متحرک تھے کہ صبح کہیں' شام کہیں۔ دن کہیں' رات کہیں سرگرداں رہتے۔ نہ جانے وہ کیسا جذبہ تھا جو انہیں اڑائے پھر رہا تھا۔

حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ تعمیر اور تعبیر کے انسان تھے۔ وہ شر پسند نہ تھے۔ البتہ حریت پسند ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تعلق جذبہ جہاد کو زندہ رکھنے والے اکابرین اور حق گو رہنماؤں سے رہا۔ 11 ستمبر کے واقعہ کے موقع پر وہ برطانیہ میں تھے۔ انہیں گرفتار کر کے امریکہ پہنچایا گیا۔ مکمل چھان بین اور تحقیقات کے بعد کہ ان کا القاعدہ سے کوئی تعلق نہیں۔ رہا کر دیا گیا۔ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ امن پسند اور صلح جو تھے۔ اسامہ بن لادن کی حوالگی کے حوالے سے ملا عمر کو قائل کرنے کے لئے پاکستانی علماء کا جو وفد افغانستان گیا تھا۔ اس میں حضرت مولانا تقی عثمانی' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ ' حضرت مولانا سلیم اللہ خان' حضرت مولانا حسن جان' قاری سعید الرحمٰن' ڈاکٹر شیر علی شاہ' قاری عتیق الرحمٰن کے علاوہ حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ بھی شامل تھے۔ ملا عمر نے وفد میں شامل اپنے اساتذہ کو جو جواب دیا تھا سب سے پہلے اس کا انکشاف بھی حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ نے کیا تھا۔ کبھی کبھار نجی محفلوں میں جب وہ اس ملاقات کا احوال بیان کرتے تو جذباتی ہو جاتے۔ پھر ان کی آنکھوں میں عقیدت وافتخار کے آنسو تیرنے لگتے۔ امیر المومنین ملا عمر نے پاکستانی علماء سے کہا تھا کہ: ''میں بلاشبہ وہی کچھ کر رہا ہوں جو کچھ میں نے آپ سے سیکھا تھا۔'' حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ انتہائی رقیق القلب تھے۔ اکثر دعا کے موقع پر چہرہ اشکبار ہو جاتا اور ان کی سسکیوں کی آواز آنے لگتی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دو قیمتی جانوں کے علاوہ دو زرخیز دماغوں سے بھی محروم ہو گئی ہے۔ ان کی گراں قدر صلاحیتوں سے مزید فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ لیکن قدرت کو شاید یہی کچھ منظور تھا۔

دہشت گردی کے واقعات میں اب تک شہید ہونے والے علماء کے قاتلوں میں سے کوئی ایک قاتل آج تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت اور دہشت گردی کا نشانہ بننے والے دونوں رہنماؤں کے لواحقین مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے باہمی مشورہ کے بعد نہ صرف ایف آئی آر درج نہ کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ حکومتی شخصیات اور اعلیٰ سرکاری عہدے داروں کو تعزیت کے لئے آنے سے بھی روک دیا ہے۔ مجلس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے دہشت گردی کے واقعہ کے دوسرے روز مجلس کے دفتر واقع پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مرکزی وزیر داخلہ' گورنر سندھ' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ کے گھر تعزیت کے لئے آنا چاہتے تھے۔ مگر انہیں منع کر دیا گیا کہ وہ زحمت نہ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو گزشتہ چند برسوں سے پے در پے سانحات میں بزرگ ہستیوں سے محروم ہونا پڑا۔ مجلس کی قیادت اور لواحقین نے اپنے اس طرز عمل سے خاموش احتجاج کی مثال قائم کر کے واضح کر دیا ہے کہ حکومت سے انصاف کی بھیک مانگنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جانا بہتر ہے۔

ہم حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے سانحہ شہادت کے باعث غم زدہ ضرور ہیں۔ لیکن مایوس نہیں اور نہ ہی خوف زدہ ہیں۔ کیونکہ موت کا ایک دن متعین ہے۔ کسی بھی مشن میں کامیابی کے لئے خون جگر کی آمیزش شرط اول ہے۔ دہشت گردوں کو جان لینا چاہئے کہ یہ خون شہیداں اتنا ارزاں نہیں .... یہ خون بالآخر رنگ لائے گا۔ (انشاءاللہ)

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆...... اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا۔ کیا آپ لوگ اس کے لئے تیار ہیں؟۔

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ!

مولانا محمد عبداللہ

نام‘ نسب‘ خاندان

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی‘ کنیت ابوالحسن وابوتراب‘ لقب اسداللہ حیدر اور مرتضیٰ‘ والد کا نام ابوطالب اور والدہ کا نام فاطمہ‘ آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے اس قدر قریب کہ مصطفیٰ ﷺ و مرتضیٰؓ ایک دوسرے کے عم زاد بھائی تھے۔ حضرت علیؓ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔

ابتدائی حالات

آپ بعثت رسول اللہ ﷺ سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جب حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے قبیلہ بنو ہاشم کے سامنے اسلام پیش کیا تو حضرت علیؓ نے سب سے پہلے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ اس وقت ان کی عمر مختلف مورخین کے قول کے مطابق آٹھ سال‘ نو سال یا دس سال تھی۔ تاہم ان کا یہ مومنانہ و جراتمندانہ کارنامہ قبل از بلوغ کا ہے اور بقول ڈاکٹر حسن ابرہیم حسن انہوں نے ابھی تک اپنی عمر کی تیرہ بہاریں نہیں دیکھی تھیں۔

جناب ابوطالب کثیر العیال تھے۔ معاش کی تنگی نے پریشان کر رکھا تھا۔ جب مکہ مکرمہ میں قحط پڑا تو پیغمبر کریم ﷺ نے محبوب چچا کی عسرت سے متاثر ہو کر اپنے دوسرے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ ہمیں اس مصیبت و پریشانی میں جناب ابوطالب کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے جعفر بن ابی طالب کو اور رسول خدا ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنی آغوش کفالت و تربیت میں لے لیا۔ چنانچہ وہ اس وقت سے برابر حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔

جستہ جستہ واقعات وحالات

چونکہ آغوش نبوت میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے پیغمبر خدا ﷺ کی بے شمار صفات آپ میں منعکس ہوئیں۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں سب سے اعلیٰ درجہ کے فصیح و بلیغ اور اونچے درجہ کے خطیب تھے اور شجاعت و بہادری میں مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ اس درجہ کے بہادر اور دلیر تھے کہ جس رات نبوت کے بدر منیر نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے بستر پر خطر پر رات گزاری۔

ہجرت کے دوسرے سال رسول مقبول نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ بنت حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے

آپ کا نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت حسنؓ ' حضرت حسینؓ ' زینب کبریٰؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر خدا ﷺ کے ہر وقت قریب قریب رہتے اور اکثر رسول اکرم ﷺ کے معاہدے تحریر کرتے تھے۔ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

دراصل ۹ ہجری میں جب پیغمبر اسلام ﷺ نے تبوک کا قصد فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم دیا۔ شیر خدا کو شرکت جہاد سے محرومی کا غم تو تھا ہی۔ منافقین کی طعنہ زنی نے اور بھی رنجیدہ کیا۔ حضور سرور کائنات ﷺ کو اس کا حال معلوم ہوا تو ان کا غم دور کرنے کے لئے فرمایا۔ علی! کیا تم اسے پسند نہیں کرو گے کہ میرے نزدیک تمہارا وہ رتبہ ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے سفر آخرت فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا اور سب نے بیعت کی تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے مشیر و معاون رہے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی حضرت علیؓ کی رائے اور مشورہ کی بہت اہمیت تھی اور اکثر کام ان کے مشورہ سے کئے جاتے تھے۔

۳۵ ہجری میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے مسند خلافت کو زینت بخشی۔ چار سال نو ماہ تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں زہر آلود تلوار کا زخم کھا کر ۲۱ رمضان المبارک کو جام شہادت نوش کیا اور کوفہ کے قریب ہی مقام نجف میں مدفون ہوئے۔

حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بچپن ہی سے درسگاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا اور سفر و حضر میں صحبت نبوی ﷺ میں رہ کر خوب خوب اکتساب فیض کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بارگاہ رسالت میں جناب امیرؓ کے اس تقرب و تربیت کو ان کے فضائل کی اصلی بنیاد قرار دیا ہے اور مسند امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل میں اس کثرت سے روایات ہیں کہ کسی دوسرے صحابی کے متعلق اس کثرت سے نہیں۔

غرض حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ابتداء ہی سے علم و فضل کے گہوارہ میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے صحابہ کرامؓ میں آپ غیر معمولی تبحرانہ فضل و کمال کے مالک اور انا مدینة العلم وعلی بابها اور بروایت جامع ترمذی' مناقب علی المرتضیٰ انا دار الحکمة وعلی بابها کہ میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں کے طغرائے خاص سے ممتاز ہوئے۔ گو محدثین کرام نے ان روایات میں صحت کے اعتبار سے کلام کیا ہے۔ تاہم فضائل و مناقب سلسلہ میں محدثین کرام کے ہاں خاصا توسع پایا جاتا ہے۔

تفسیر و علوم القرآن

اسلامی علوم و معارف کا اصل سر چشمہ قرآن پاک ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس سر چشمہ سے پوری طرح سیراب اوران صحابہ میں سے تھے جنہوں نے ہادی برحق ﷺ کی زندگی ہی میں نہ صرف پورا قرآن زبانی یاد کرلیا تھا بلکہ اس کی ایک ایک آیت کے معنی اور شان نزول سے واقف تھے اور صحابہ کرامؓ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سوا اس کمال میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ قرآن پاک سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ اسی طرح علم ناسخ اور منسوخ میں آپ کو کمال حاصل تھا اور جن لوگوں کو اس میں درک نہ ہوتا ان کو درس ووعظ سے روک دیتے تھے۔

علم حدیث

جناب علی المرتضیٰ نے بچپن سے لے کر وفات نبوی ﷺ تک کامل تیس سال حضرت شارع علیہ السلام کی خدمت و رفاقت میں بسر کئے۔ اس لئے حضرت ابوبکرؓ کو چھوڑ کر اسلام کے احکام وفرائض اور ارشادات نبوی ﷺ کے سب سے بڑے عالم آپ ہی تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً تیس سال تک ارشادات وافادات کی مسند پر جلوہ گر رہے۔ اس لئے تمام خلفاء میں احادیث کی روایت کا زمانہ آپ کو سب سے زیادہ ملا۔ مگر اپنے پیش رو خلفاء واکابر صحابہ کرامؓ کی طرح احادیث کی روایت میں غایت درجہ محتاط اور متشدد تھے۔ اس لئے دوسرے کثیر الروایۃ صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں آپ کی روایتیں بہت کم ہیں۔ چنانچہ آپ سے کل ۵۸۶ حدیثیں مروی ہیں۔

فقہ واجتہاد

فقہ واجتہاد کے لئے کتاب وسنت کے علم کے ساتھ سرعت فہم، دقیقہ سنجی، انتقال ذہنی کی بڑی ضرورت ہے اور حضرت علیؓ کو یہ کمالات خداداد حاصل تھے۔ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کی تہ تک آپ کی نکتہ رس نگاہ آسانی سے پہنچ جاتی تھی۔ اس قسم کے بے شمار واقعات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ازالۃ الخفاء میں نقل کئے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ درج ذیل ہے کہ: ''حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مرتبہ ایک مجنون زانیہ عورت پیش کی گئی۔ حضرت عمرؓ نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ یہ ممکن نہیں۔ کیونکہ مجنون (پاگل) حدود شرعی سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے ارادے سے باز آ گئے۔''

قضا اور فیصلے

مقدمات کا فیصلہ کرنے اور حق وانصاف کا دامن تھامے رہنے میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال کی استعداد اور قابلیت عطا فرمائی تھی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ: ''اقضانا علی واقرانا ابی۰ '' ......ترجمہ:......یعنی ہم میں سب سے موزوں فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں اور سب سے بڑے قاری حضرت ابی بن کعبؓ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا حضرت علیؓ کو قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت علیؓ کو اقضاھم علی کی سند مل چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے حضرت علیؓ ہیں۔

علم اسرار و حکم

حضرت علی المرتضیٰؓ کو خدائے بزرگ و برتر نے شریعت مصطفویہ کے اسرار معارف پر اطلاع کے سلسلے میں بھی خوب نوازا تھا۔ وہ کلی طور پر شریعت پر ایک مبصرانہ نگاہ ڈال کر ایک کلی اصول طے کر لیتے تھے۔ چنانچہ انہیں احکام اسلام کی جزوی مصلحتوں اور ان کی تلاش و جستجو کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ بلکہ اسی قاعدہ وکلیہ کے تحت جزوی مصلحتوں تک رسائی ہو جاتی تھی۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسے بہت سے علماء گزرے ہیں جن کو یہ خداداد صلاحیت و قابلیت حاصل رہی ہے۔ مگر حضرت علیؓ کا پایہ ان سب میں بلند ہے۔

تصوف

تصوف کے اکثر سلسلے سینہ مرتضوی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے اقوال وارشادات آپ کے خطبات اور درس و وعظ اور آپ کے مواعظ و نصائح اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ چنانچہ تصوف جو مذہب کی جان شریعت کی روح اور جو خواصان امت کا حصہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے حقائق و معارف بہت خوبی سے بیان کئے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ خلافت سے پہلے حضرت ممدوح کو اس میں بے حد انہماک تھا۔ مگر خلافت کا بوجھ سنبھالنے اور اس کی جانگسل ذمہ داری قبول کرنے کے بعد اس کی مصروفیت نے ان کو اس فن کی تفصیل بیان کرنے کی فرصت نہ دی۔

تقریر و خطابت

اس فن کے تو آپ بادشاہ تھے۔ یہ خداداد ملکہ آپ کو اس کمال کا حاصل تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل پر بڑے بڑے مجمعوں میں اس قدر خطیبانہ مدلل اور موثر فی البدائمہ تقریر فرماتے کہ سوئی ہوئی ہمتیں جاگ اٹھتیں اور درماندہ و بزدل افراد میں نیا جوش و ولولہ اور جذبہ جہاد پیدا ہو جاتا اور غفلت شعار انسان خدایاد بن جاتے۔ زور تقریر اور حسن خطابت بلکہ فصل الخطاب کے نہایت عمدہ نمونے نہج البلاغۃ میں ملتے ہیں۔

شاعری

آپ بالغ النظر اور آزمودہ کار وکہنہ مشق شاعر بھی تھے۔ آپ کی طرف منسوب ایک دیوان اور مجموعہ کلام مطبوع ملتا ہے۔ جس کی صحت مشکوک ہے۔ تاہم جو اشعار صحت ثبوت سے مزین ہیں ان سے آپ کی طبیعت کی موزونیت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً معرکہ خیبر کے موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا:

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ

کلیث غابات کریہ المنظرۃ

علم نحو کی ایجاد

علم نحو کی ایجاد حضرت المرتضیٰؓ کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے ایک شخص کو قرآن پاک غلط پڑھتے سنا تو اپنے شاگرد ابوالاسود الدئلی کو چند قواعد کلیہ بتا کر اس فن کی تدوین پر مامور کیا۔ آپ نے فرمایا کہ: ''کل فاعل مرفوع وکل مفعول منصوب وکل مضاف الیہ مجرور۔''

اخلاق و عادات

حضرت علی المرتضیٰؓ نے ایام طفولیت ہی سے حضور سرور کائنات ﷺ کے دامن عاطفت میں تربیت پائی تھی۔ اس لئے وہ قدرۃً محاسن اخلاق اور حسن تربیت کا نمونہ تھے۔ نہ آپ کی زبان کبھی کلمہ شرک وکفر سے آلودہ ہوئی اور نہ آپ کی پیشانی غیر خدا کے آگے جھکی۔ شراب جو عرب کی گھٹی میں تھی اسلام سے قبل بھی آپ کی زبان اس سے لذت آشنا نہ ہوئی۔

امانت و دیانت

آپ ابتداء ہی سے امین تھے۔ آنحضرت ﷺ کے پاس قریش کی امانتیں جمع رہتی تھیں۔ جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ان امانتوں کی واپسی کی خدمت حضرت علیؓ کے سپرد فرمائی۔ اپنے عہد خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت یعنی بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی اس کا اندازہ حضرت ام کلثومؓ کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ نارنگیاں آئیں۔ حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ نے ایک نارنگی اٹھالی۔ جناب امیرؓ نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کردی۔ اسی طرح حضرت امیر المومنینؓ کے زمانے میں بیت المال کے خزانچی حضرت علیؓ بن ابی رافع کا بیان ہے کہ آپ کی بیٹی زینبؓ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر موتیوں کا ہار زینت حاصل کرنے کے لئے ادھار منگوایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے گلے میں یہ ہار پہچان کر مجھے بلا بھیجا اور ہار واپس کرانے کے علاوہ مجھے اور اپنی بیٹی کو ڈانٹا کہ مسلمانوں کی رضامندی اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے مشترکہ مال میں سے کسی چیز کا استعمال جائز نہیں۔ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔ مگر دامن ورق وقرطاس تنگ ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ!

بظاہر حضرت علیؓ دنیاوی دولت سے تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے۔ مگر دل غنی تھا اور اصل دولت مندی تو دل کی دولت مندی ہی ہے۔ آپ کے دروازے سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ کئی دن کے فاقہ کے بعد اگر کچھ قوت لایموت حاصل ہوئی بھی تو سائل کی صدا سن کر کھانا اس کی نذر کردیا۔ اسی قسم کے ایک واقعہ کا اشارہ درج ذیل آیت

میں ملتا ہے جو اس کا شان نزول ہے اور جس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح وستائش کے سلسلہ میں خدائی مژدہ کہا جاسکتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے: ’’ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ۰ سوۃ الدھر ‘‘ ترجمہ:……’’اور اس کی محبت میں وہ مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔‘‘

شجاعت

شجاعت وبسالت اور بہادری ودلیری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ممتاز وصف تھا۔ آپ نے تمام اہم غزوات میں شریک ہوکر بہادری کے جوہر دکھائے اور خیبر کی فتح تو آپ کے جنگی کارناموں میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ جس میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگلے دن یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرمایا۔ جنہوں نے مرحب نامی پہلوان وشہسوار کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خیبر کا ناقابل تسخیر قلعہ فتح کیا۔ حضرت عمرؓ جیسی ہستی اس کی آرزو اور دعا کرتی رہی کہ خدا کرے کہ کرہ فال میرے نام نکل پڑے۔ مگر:

ایں	سعادت	بزور	بازو	نیست
تانہ	بخشد	خدائے	بخشندہ	

اصابت رائے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ صائب الرائے بھی تھے اور آپ کی اصابت رائے پر عہد نبوت ہی سے اعتماد کیا جاتا تھا۔ واقعہ افک میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے رازداروں میں جن لوگوں سے مشورہ طلب کیا ان میں ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں بھی وہ ان کے مشیر رہے۔ حضرت عمرؓ کو ان کی رائے پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو حضرت علیؓ سے مشورہ کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر فرمایا کہ:

’’لو لا علی لھلك عمر ۰ ‘‘……ترجمہ:……’’یعنی اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہوجاتا۔‘‘

آنحضرت ﷺ نے بارہا آپ کے فیصلے کو بحال رکھا۔ چنانچہ اس قسم کے ایک فیصلے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

’’ما اجد فیھا الا ما قال علی ‘‘ ترجمہ:……’’یعنی میرے نزدیک بھی اس کا فیصلہ وہی ہے جو علیؓ نے کیا۔‘‘

اسی طرح ان کے ایک فیصلہ پر خوش ہوکر فرمایا کہ: ’’الحمدلله الذی جعل فینا الحکمة اھل البیت ۰ ‘‘……ترجمہ:……’’یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت کو حکمت سکھائی۔

مختصر یہ کہ حضرت علیؓ مجمع اوصاف حمیدہ، اخلاق عالیہ اور بمقتضائے فیض صحبت نبوی ﷺ منبع فیض وکمالات تھے۔

جنگ بدر......اسباب......اور محرکات!

مولانا محمد اسلم!

قریش نے آج تک مسلمانوں کو ستایا۔ خدا کے رسول ﷺ کو بڑی سے بڑی تکلیفیں پہنچائیں۔ مگر مسلمانوں نے انہیں اس کا منہ توڑ جواب نہیں دیا۔ وہ خاموشی سے یہ ظلم سہتے اور ان کا برا بھلا سنتے۔ اس لئے کہ وہ اپنے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرتے تھے۔ اس واسطے کہ ان کا کوئی کام اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اس کی کوشش کرتے تھے کہ ان کی دوستی اور دشمنی، لوگوں سے ان کی صلح یا جنگ صرف اپنے خدا اور رسول ﷺ کو خوش کرنے کے لئے ہو اور اپنے دین کی عزت و حفاظت کے لئے ہو۔ تاکہ اس کے بدلے میں ان سے خدا بھی خوش ہو اور رسول خدا ﷺ بھی اور اس نیکی کے صلہ میں انہیں ثواب حاصل ہو۔

قریش نے مسلمانوں کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائیں تھی۔ انہیں ان کے شہر سے نکال دیا تھا اور ان کے مال و دولت اور گھروں پر قبضہ کر کے بیٹھ گئے تھے۔ مگر مسلمانوں کو اپنے اس نقصان کی پرواہ نہیں تھی۔ نہ اپنے گھربار کے لٹنے کی وجہ سے ان کے دلوں میں قریش کے خلاف غصہ تھا۔ بلکہ ان کو قریش پر اس لئے غصہ تھا کہ وہ خدا کے سچے دین کو پھیلنے سے روک رہے تھے۔ لوگوں کو اس لئے ستا رہے تھے کہ انہوں نے سیدھا راستہ اختیار کر لیا تھا۔ وہ قریش پر اس لئے غضب ناک تھے کہ انہوں نے خدا کے نبی ﷺ کو تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ آپ ﷺ کی نصیحتوں کے بدلے میں آپ ﷺ کو گالیاں دی تھیں۔

مسلمان قریش سے اس لئے بدلہ لینا چاہتے تھے کہ انہوں نے ان کو خدا کے گھر سے محروم کر دیا تھا اور کعبہ کی زیارت سے روک دیا تھا۔ ان کے دل بیت اللہ کا طواف کرنے اور حج کرنے کے لئے ترستے تھے۔ مگر بیچ میں قریش راستہ روکے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کی آنکھیں مسجد حرام کو دیکھنے کے لئے ترپتی تھیں۔ مگر مکے کے ان مشرکوں نے دنیا کی سب سے زیادہ مقدس جگہ کا دروازہ ان کے لئے بند کر رکھا تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے سینوں میں قریش کے خلاف جتنا بھی غصہ تھا۔ وہ اپنے خدا اور رسول ﷺ اور اپنے دین کے لئے تھا۔ اسی لئے وہ ان سے بدلہ بھی اس وقت لینا چاہتے تھے جب خدا اور رسول ﷺ اس کی اجازت دیں۔

ہجرت کو ڈیڑھ سال سے زائد ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کی سرداری میں قریش کا ایک قافلہ آرہا ہے جو شام سے تجارت کر کے واپس مکے جا رہا ہے۔ یہ قافلہ بہت زبردست تھا۔ اس میں تیس چالیس

آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قافلہ کو روکیں۔ چنانچہ رسول خدا ﷺ قافلے کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ کل تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ستر اونٹ تھے اور دو گھوڑے۔ بہت سے مسلمان بغیر کسی تیاری کے ہی ساتھ ہو گئے تھے۔ کچھ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جاسوسی کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ قافلے کی خبریں لے کر آئیں۔

ادھر خود ابوسفیان کو بھی مسلمانوں کے آ جانے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اس لئے انہوں نے بھی اپنے جاسوس پھیلا رکھے تھے۔ انہوں نے راستے میں بدر سے پہلی منزل پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں اپنے جاسوسوں کے ذریعے انہیں معلوم ہوا کہ مسلمان ان کی تلاش میں ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان بہت زیادہ گھبرا گئے۔ انہوں نے فوراً ضمضم ابن عمرو کو بلا کر کہا کہ تم ابھی مکے جاؤ اور قریش سے کہو کہ فوراً مدد لے کر آئیں۔ اس لئے کہ مسلمان ہمارے قافلے پر حملہ کرنے اور سامان لوٹنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ ابوسفیان نے ضمضم کو حکم دیا کہ جب تم مکے میں داخل ہو تو اپنی اونٹنی کے دونوں کانوں کو کاٹ ڈالنا۔ ہودج کو الٹا کر دینا اور اپنی قمیض سامنے اور پیچھے سے پھاڑ لینا۔ یہ مکے والوں کا رواج تھا کہ جب کوئی شخص بری خبر لے کر آتا تھا تو وہ اس طرح شہر میں داخل ہوتا تھا۔ (ابن ہشام، سیرت حلبیہ)

تین دن کے بعد ضمضم مکے پہنچ گیا۔ جب وہ مکے کے قریب پہنچا تو اس نے اپنی اونٹنی کے دونوں کان کاٹ ڈالے۔ اپنا کرتہ پھاڑ ڈالا اور زین کا رخ اونٹ کی دم کی طرف کر کے زور زور سے چلانے لگا کہ: قریش والو! غضب ہو گیا۔ تمہارا جو مال شام سے آ رہا ہے اس کو روکنے کے لئے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ جلدی کرو اور اس کی خبر لو۔ پتہ نہیں تم اسے بچا بھی سکو گے یا نہیں۔ مدد.........مدد۔ ابوجہل نے یہ سنا تو وہ بدحواس ہو کر حرم کی طرف بھاگا۔ (البدایہ والنہایہ، زرقانی، سیرت حلبیہ)

جیسے ہی مکے والوں نے ضمضم کی یہ پکار سنی ان میں ہلچل سی مچ گئی۔ خاص طور پر ابوجہل کا حال بہت خراب تھا۔ غصے کے مارے وہ طوفان بنا پھر رہا تھا۔ غرض ہر شخص کا یہ حال تھا کہ وہ آپے سے باہر ہوا جا رہا تھا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ: ''شاید محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں نے اس قافلے کو بھی ابن حضرمی کا قافلہ سمجھا ہوگا۔ خدا کی قسم! اب کے انہیں پتہ چل جائے گا۔''

مکے والے مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے پورے زور شور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مکے کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو جان و مال سے اس تیاری میں شریک نہ ہوا ہو۔ ہر شخص یا تو خود جا رہا تھا یا اپنی جگہ کسی کو بھیج رہا تھا۔ قریش کے بڑے لوگ چھوٹوں کی مدد کر کے انہیں تیار کر رہے تھے۔ جو شخص بھی جانے میں ہچکچاتا قریش اس کو شرم دلاتے۔ وہ اس کو الزام دیتے کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔ اس کو سرمہ دانیاں اور چولہے پیش کرتے کہ سنگار کرو اور گھر میں بیٹھ کر عورتوں کی طرح چولھے میں ہانڈی کا کام کرو۔ اس لئے کہ اگر تم مرد ہوتے تو گھر میں گھس کر نہ بیٹھتے۔ بلکہ جنگ کے میدان میں چلتے۔ ایسی باتیں سن کر ہچکچانے والا بھی چلنے پر تیار ہو جاتا تھا۔ غرض قریش نے دو یا تین دن کے اندر اندر زبردست تیاریاں کر لیں۔ ہر شخص جوش و غضب میں بھرا ہوا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا

کہ بس اس دفعہ یہ روز روز کا جھگڑا ہی ختم کر دیں گے۔ قریش کے اس لشکر میں ساڑھے نوسو یا ایک ہزار آدمی تھے جو نہایت بہادر اور لڑنے مرنے والے سمجھے جاتے تھے۔ اس لشکر میں سو گھوڑے تھے۔ سات سو اونٹ تھے اور سینکڑوں زرہیں وغیرہ تھیں۔ ان کے ساتھ گانے والیوں کی بھی ایک جماعت تھی۔ یہ عورتیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں بہت برے برے شعر پڑھتی جارہی تھیں۔ قریشی لشکر اپنی طاقت کے نشے میں مست گاتا بجاتا بڑھتا رہا۔

رسول خدا ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے۔ شہر سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر پہنچے تو آنحضرت ﷺ ایک کنوئیں کے پاس ٹھہر گئے۔ اس کنوئیں کا نام ''ابو عنبہ'' تھا۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے لشکر کی جانچ کا حکم دیا۔ تمام صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے سے گزارے گئے۔ صحابہ کرامؓ میں جو کم عمر اور نابالغ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے آپ ﷺ وادی ذفران تک پہنچ گئے۔ اب رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ قریش نے اپنے تجارتی قافلے کو بچانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور وہ بڑا اور زبردست لشکر لے کر نکلے ہیں۔

اب معاملہ بدل گیا تھا۔ اس لئے کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے تھے۔ بلکہ وہ تو ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو روکنے کے لئے آئے تھے۔ اسی لئے بہت سے صحابہ کرامؓ بغیر تیاری کے ہی چل کھڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مہاجر اور انصاری صحابہ کرامؓ کو بلا کر ان سے مشورہ کیا کہ اب ان کی کیا رائے ہے؟۔ تمام صحابہ کرامؓ نے یک زبان ہو کر کہا کہ: یارسول اللہ ﷺ جنگ کی صورت میں ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ آپ ﷺ یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا کہ: ''خدا کے نام پر بڑھو۔ تمہیں کامیابی حاصل ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دونوں جماعتوں میں سے ایک پر مجھے کامیابی دے گا۔ (یعنی یا تو قریشی قافلہ اور اس کا مال و دولت اور اگر ہم قافلہ چھوڑ کر لشکر کی طرف بڑھیں تو اس پر فتح) خدا کی قسم! ایسا ہے جیسے دشمن کی بربادی مجھے سامنے نظر آرہی ہے۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ذفران سے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ اصافر اور دبہ سے گزرتے ہوئے بدر کے میدان کے قریب اترے۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیر ابن عوامؓ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی وقاص کو بھیجا کہ وہ بدر کے چشمہ کے پاس جائیں اور قریش کے بارے میں کوئی خبر لے کر آئیں۔ میدان بدر کے قریب جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ یہاں پانی کی تنگی تھی۔ اس لئے حضرت خباب ابن منذر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: ''یارسول اللہ ﷺ! ہمیں پانی کے پاس اترنا چاہیے۔ اس لئے تشریف لے چلئے۔ ہم ایک کنوئیں کے پاس پڑاؤ ڈالیں۔ اس طرح ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اس کنوئیں کے ساتھ والے سارے کنوؤں پر بھی قبضہ کر لیں گے اور ادھر یہ کہ ہم اس کنوئیں پر ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر رکھیں گے۔ اس کے بعد لڑائی کے وقت ہمیں تو پانی ملتا رہے گا۔ لیکن دشمن کو نہیں مل سکے گا۔''

رسول خدا ﷺ نے اس رائے کو بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ وہاں سے روانہ

ہوئے اور اس کنوئیں پر آ کر قیام فرمایا جس کی حضرت خبابؓ نے رائے دی تھی۔

جس جگہ جنگ ہوئی تھی وہاں رسول اللہﷺ لڑائی سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ جس صبح کو لڑائی ہوئی۔ اس کی رات میں آپﷺ وہاں پہنچے اور دشمنوں کے مرنے کی ایک ایک جگہ بتلائی کہ خدا تعالیٰ نے چاہا تو کل اس جگہ فلاں شخص مرے گا۔ اس جگہ فلاں شخص مرے گا۔ آپﷺ زمین پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے کہ اس جگہ فلاں آدمی قتل ہوگا اور اس جگہ فلاں۔ لڑائی کے بعد جب دشمن کی لاشیں اٹھائی گئیں تو جس کے مرنے کی جو جگہ رسول اللہﷺ نے بتلا دی تھی۔ اس کی لاش وہیں سے ملی۔

اس لڑائی میں دشمن مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھے۔ پھر یہ کہ ان کے پاس ہر طرح کے ہتھیار تھے۔ اونٹ اور گھوڑے تھے۔ ادھر مسلمان تھوڑے بھی تھے اور ان کے پاس ہتھیار بھی بہت کم تھے۔ اسی واسطے قریش خوش تھے کہ فتح ان کی ہوگی۔ جنگ سے پہلے رسول اللہﷺ نے خدا تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اگر یہ مٹھی بھر مسلمان لڑائی میں ختم ہو گئے تو پھر دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ لڑائی کے دن صبح کی نماز کے بعد ہی رسول اللہﷺ نے مسلمانوں کی صفیں بنائیں۔ آپﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپﷺ اس سے صفیں برابر کر رہے تھے۔ جو بھی صف سے نکلا ہوا ہوتا۔ آپﷺ اس کو پیچھے ہٹا کر قطار کے برابر کر دیتے تھے۔

قریش نے عمیر ابن وہب کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف بھیجا کہ وہ اسلامی فوج کی تعداد معلوم کر کے آئے۔ عمیر نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کا ایک چکر لگایا اور پھر واپس جا کر قریش سے کہا۔ ''وہ تین سو کے لوگ بھگ ہیں۔ مگر ذرا ٹھہرو۔ میں یہ بھی دیکھ لوں کہ ان کا کوئی دوسرا لشکر کہیں چھپا ہوا تو نہیں ہے۔''

اس کے بعد عمیر دوبارہ گئے۔ اس دفعہ وہ بہت دور تک دیکھ کر آئے۔ مگر وہاں کوئی اور لشکر نہیں ملا تو وہ واپس آ کر کہنے لگے کہ: ''مجھے اور کوئی لشکر تو نظر نہیں آیا۔ مگر ہاں! یہ میں نے دیکھا ہے کہ ان پر موت سوار ہے۔ انہیں کسی بات کی پرواہ نہیں ہے۔ وہ یثرب کے سینچائی کرنے والے اونٹوں کی طرح سخت ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔ وہ گونگوں کی طرح بالکل خاموش ہیں۔ مگر سانپوں کی طرح پھنکارتے پھر رہے ہیں۔ وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس جانے کے ارادے سے نہیں آئے۔ ان کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہے۔ اپنی تلواروں کے سوا ان کے پاس کوئی بچاؤ کا راستہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم! تم ان میں سے کسی کو اس وقت تک نہیں مار سکو گے جب تک وہ خود تمہارا ایک آدمی نہیں مار لے گا۔ اب اگر واقعی انہوں نے ہمارے بھی اتنے ہی آدمی مار لئے جتنے ان کے مریں گے تو یہ بڑی رسوائی کی بات ہوگی۔ اور اس کے بعد زندگی میں کوئی مزہ ہی نہیں ہوگا۔ اس لئے پہلے ہی خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لو۔''

جب یہ بات قریش کے لوگوں نے سنی تو وہ بڑے گھبرائے۔ حکیم ابن حزام فوراً قریشی سپہ سالار عتبہ ابن ربیعہ کے پاس آئے اور اسے سمجھایا کہ محمد (ﷺ) سے لڑ کر تم نقصان اٹھاؤ گے۔ اس لئے اچھا یہی ہے کہ لڑائی کا خیال چھوڑ دو اور واپس ہو جاؤ۔

ادھر اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ جنگ سے پہلے مشرکوں کو مسلمان بہت تھوڑے نظر آتے رہے۔ اس سے ان کی ہمت بندھ گئی اور انہوں نے حملہ کیا۔ مگر لڑائی شروع ہونے کے بعد انہیں مسلمان بہت زیادہ نظر آنے لگے۔ اس سے وہ خوف زدہ ہوگئے اور انہیں شکست ہوئی۔ ادھر خدا تعالیٰ کی یہ قدرت تھی کہ جب جنگ چھڑ گئی تو مسلمانوں کو مشرک بہت تھوڑے سے معلوم ہوئے۔ اس سے ان کے دل بڑھ گئے اور انہوں نے زبردست حملہ کر کے انہیں مار بھگایا۔

مسلمانوں نے اپنے لئے ایک حوض تیار کی تھی۔ تاکہ انہیں لڑائی کے وقت پانی کی تکلیف نہ ہو۔ جب مشرکوں کا لشکر بدر پہنچا تو ان کے بھی کچھ آدمی اس حوض میں سے پانی پینے آئے۔ ان میں حضرت حکیم ابن حزام بھی تھے۔ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے ان مشرکوں کو روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''انہیں مت روکو۔ اس لئے کہ ان میں سے جو بھی پانی پی لے گا۔ وہ آج قتل ہوگا۔'' اور پھر ایسا ہی ہوا کہ جس مشرک نے بھی اس میں سے پانی پی لیا تھا۔ وہ اسی دن قتل ہوگیا۔

اب دونوں لشکر آمنے سامنے آچکے تھے۔ عربوں کا قاعدہ تھا کہ عام جنگ شروع کرنے سے پہلے اپنے بہادروں میں سے کسی ایک کو پہلے آگے بھیجتے تھے وہ سامنے آکر دشمن کے بہادروں میں سے کسی کو اپنے مقابلے کے لئے بلاتا تھا۔ اور اس طرح پہلے دو بہادر تنہا تنہا لڑتے تھے۔ اب مشرکوں کی صفوں میں سے پہلے عتبہ ابن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید نکلے۔ انہوں نے اپنے اپنے مقابلے کے لئے مسلمان بہادروں کو پکارا۔ ان کی اس للکار پر مسلمانوں کی صفوں میں سے تین انصاری نوجوان نکلے۔ جب وہ سامنے آئے تو عتبہ وغیرہ نے ان سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے جواب دیا کہ: ''ہم انصاری ہیں۔''

عتبہ وغیرہ نے کہا کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک للکارا کہ: ''محمد ﷺ! ہمارے مقابلے پر ہماری قوم کے آدمی بھیجو۔''

اس پر رسول خدا ﷺ نے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ ابن حرث کو پکارا اور فرمایا کہ تم جاؤ۔ اس پر یہ تینوں صحابہ کرامؓ مقابلے کے لئے پہنچے۔ مشرکوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟۔ انہوں نے اپنے نام بتائے تو عتبہ وغیرہ نے کہا کہ اب برابر کی جوڑ ہے۔''

اب حضرت حمزہؓ عتبہ کی طرف بڑھے اور اسے ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔ حضرت علیؓ ولید کی طرف بڑھے اور انہوں نے بھی اس کو پہلے ہی وار میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عبیدہ شیبہ کی طرف بڑھے ان دونوں میں تلوار کے وار ہونے لگے۔ اسی میں شیبہ کی تلوار حضرت عبیدہؓ کی ٹانگ پر پڑی اور ان کی پنڈلی کٹ گئی۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے یہ دیکھا تو وہ فوراً آئے اور انہوں نے شیبہ کو بھی اس کے بھائی اور بھتیجے کے پاس پہنچا دیا۔ پھر انہوں نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی حالت میں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دیا۔ بدر سے واپسی کے وقت حضرت عبیدہؓ صفراء کے مقام پر شہید ہوگئے اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔

اب جنگ شروع ہوچکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ خود لشکر میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے مجاہدوں کو جوش اور

حوصلہ دلایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ آج جو بھی ان مشرکوں سے لڑ رہا ہے۔ وہ اگر صبر وشکر کے ساتھ اور پیٹھ دکھائے بغیر قتل ہو گیا۔ تو اللہ رب العزت اس کو جنت میں داخل کرے گا۔‘‘

حضرت عمیرؓ ابن حمام نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کا یہ وعدہ سنا تو انہوں نے بے اختیار کہا کہ: ’’واہ! واہ! میرے جنت میں داخل ہونے کے لئے صرف اتنا درکار ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔‘‘ حضرت عمیرؓ اس وقت کھجور کھا رہے تھے۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور مشرکوں کی صفوں میں گھس کر لڑنے لگے۔ آخر اسی بہادری سے لڑتے لڑتے وہ شہید ہو گئے۔

اس کے بعد جب دونوں لشکر لڑتے لڑتے ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زمین سے مٹی اٹھائی پھر آپ ﷺ نے اسے قریش کی طرف اچھال دیا۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’یہ چہرے بگڑ گئے۔‘‘ اس کا اثر یہ ہوا کہ قریش میں سے کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کی ناک، آنکھ یا منہ میں اس مٹی کے ذرے نہ پہنچے ہوں۔ مشرک یہ مٹی صاف کرنے میں لگے رہے اور ادھر مسلمانوں نے اسی وقت ان پر بھرپور حملہ کر دیا اور انہیں مارتے کاٹتے اور گرفتار کرتے ہوئے بڑھنے لگے۔ ادھر ابوجہل کو دو انصاری نوجوانوں نے قتل کر دیا تھا۔ انہوں نے اس کو بہت زیادہ زخمی کر دیا تھا۔ وہ زمین پر گر گیا۔ یہ انصاری سمجھے کہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ اس کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے۔ حالانکہ ابوجہل اس وقت تک زندہ تھا اور سسک رہا تھا۔

غرض مسلمانوں کو زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔ اس لڑائی میں بے شمار قریشی قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار ہوئے۔ باقی لوگ جانیں بچا کر بھاگ گئے۔

جب لڑائی ختم ہو گئی اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی تو رسول خدا نے حکم دیا کہ مشرکوں کی لاشوں میں ابوجہل کی لاش ڈھونڈیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اسے ڈھونڈ لیا۔ وہ ایک جگہ پڑا ہوا اپنے سانس پورے کر رہا تھا۔ یہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس لئے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اس کی گردن پر پیر رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ مگر یہ بدبخت اس وقت بھی اپنی بڑائی سے باز نہیں آیا۔ کہنے لگا کہ: ’’او بھیڑوں کے چرانے والے تو نے بہت بڑی جگہ پیر رکھا۔‘‘

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے جب اس کی گردن کاٹنے کا ارادہ کیا۔ اس وقت بھی ابوجہل کو اپنی سرداری کا خیال نہیں بھولا۔ اس نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے کہا کہ: ’’دیکھو میری گردن مونڈھوں کے پاس سے کاٹنا۔ تاکہ یہ سب گردنوں میں اونچی رہے اور معلوم ہو جائے کہ یہ ایک بڑے سردار کی گردن ہے۔‘‘ حضرت زبیرؓ نے ابوجہل کی گردن اتاری اور اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے جا کر ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے اسلام کے اس دشمن کو اس حال میں دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ غزوہ بدر میں قریش کے بہت سے بڑے بڑے سردار اور سالار قتل ہوئے۔ ان کے ستر آدمی قتل ہوئے اور اتنے قید ہوئے۔ مسلمانوں میں سے کل چودہ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ان کو ایک کنوئیں میں بھر کر اسے پاٹ دیا۔

جب رسول خدا ﷺ بدر سے روانہ ہونے لگے تو آپ ﷺ اس کنوئیں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ یہ رات کا وقت تھا اور اس وقت لاشوں کو دبائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے ان مردہ قریشیوں کو ان کے نام لے لے کر پکارا اور پھر فرمایا کہ: ''برے لوگ تھے تم! تم نے مجھے جھٹلایا مگر دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکالا مگر دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی مگر دوسرے لوگوں نے میرا ساتھ دیا۔ (اب بتاؤ) تمہارے رب نے تم سے جو وعدے کئے تھے کیا تم نے ان کو سچ پایا؟۔ مجھ سے تو میرے رب نے جو وعدے کئے تھے وہ پورے ہو گئے۔''

حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان سوکھی ہوئی لاشوں کو پکار رہے ہیں۔''

آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: ''جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے۔ انہوں نے اس کو سن لیا ہے۔ مگر یہ جواب نہیں دے سکتے۔''

خدا تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مشرکوں پر فتح نصیب فرمائی۔ جب رسول ﷺ واپس مدینے جانے لگے تو آپ ﷺ نے حضرت زید ابن حارثہؓ اور حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کو آگے روانہ کیا۔ تاکہ وہ مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری سنا دیں۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لے جا رہے تھے۔ تو اس وقت آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔ حضرت رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی صاحب زادی کی تیمارداری کے لئے مدینے میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ مگر رسول خدا ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت فتح کی خوش خبری مدینے میں پہنچی۔ اس وقت مسلمان حضرت رقیہؓ کو دفنا کر مٹی برابر کر رہے تھے۔ حضرت زیدؓ نے آ کر اعلان کیا کہ: ''لوگو! قریش کے فلاں فلاں آدمی قتل ہو گئے۔ اور فلاں فلاں سردار قید ہو گئے ہیں۔''

جنگ ختم ہو گئی اور مسلمانوں کو زبردست فتح نصیب ہوئی۔ جب رسول خدا ﷺ میدان بدر سے واپس ہونے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ مشرکوں کے پڑاؤ میں جو کچھ مال اور سامان ملے وہ سب ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ جب یہ مال غنیمت جمع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کو ساتھ لے چلنے کے لئے لدوا دیا اور حضرت عبداللہ ابن کعبؓ انصاری کو اس کی نگرانی پر مقرر فرما دیا۔ راستے میں آپ ﷺ نے صفراء میں قیام فرمایا اور یہیں مال غنیمت مسلمانوں میں برابر تقسیم فرمایا اور اس کے بعد مدینے تشریف لائے۔

مولانا مفتی ابوطلحہ *

رمضان المبارک کے ضروری احکامات اور مسائل

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کا مہینہ ہے۔اس ماہ کی آمد اللہ جل شانہ کا بہت ہی عظیم انعام ہے' اس مہینے میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ۷۰ فرائض کے مساوی دیا جاتا ہے۔ایک حدیث مبارک میں آیا ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ماہ رمضان کیا ہے' تو میری امت یہ تمنا کرے گی کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔اس ماہ کے روزے دلوں کے کھوٹ اور اس کے وساس کو دور کرتے ہیں' اس کے علاوہ بھی اس مہینے کے بہت سارے فضائل اور برکات ہیں جن کی تفصیل جاننے کے لئے فضائل اعمال اور دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔اس مضمون میں رمضان المبارک میں ہونے والے اعمال و عبادات کے اہم مسائل اور احکام بیان کرنا مقصود ہے تاکہ ان اعمال اور عبادات کو شریعت کے مطابق صحیح طریقے سے ادا کیا جائے۔اس لئے فضائل کو اس موقع پر بیان کرنا ترک کیا جاتا ہے۔اس مہینے میں چند عبادات خصوصیت سے ادا کی جاتی ہیں۔

تراویح کے متعلق احکام و مسائل:

رمضان المبارک کے مہینے میں تراویح کی نماز ہر مرد و زن کے ذمے سنت مؤکدہ ہے' ان کا چھوڑنا اور بلا وجہ حکم شرعی ترک کرنا موجب گناہ ہے۔اور ادا کرنا باعث مغفرت ہے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ ومن قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (صحیح بخاری)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھیں' ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام کریں (تراویح پڑھیں) تو ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو لوگ شب قدر کی رات ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کریں (نوافل پڑھیں) تو ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

اس روایت میں من قام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے' اس لئے حضرات صحابہ کرام نے

اس نماز پر مداومت کی۔ آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس رمضان المبارک کے چند راتوں کو تراویح کی نماز باجماعت کروائی تھی۔ مگر فرضیت کے اندیشے کی وجہ سے بعد میں ترک فرمایا کہ مبادا یہ نماز اس امت مرحومہ پر فرض ہوجائے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا اندیشہ ختم ہوا' تو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کی اقتداء میں سب کو جمع کیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقادر سے روایت ہے کہ ایک رات میں حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد آیا تو دیکھا کہ لوگ ادھر ادھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں' کوئی تنہا اور کسی کے ساتھ چند نفر' حضرت عمرؓ نے فرمایا' اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کیا جائے تو زیادہ اچھا ہوگا' پھر اسی خیال کو پختہ کر کے حضرت ابی بن کعبؓ کو سب کا مقتدی بنادیا جب دوسری رات میں حضرت عمرؓ کے ہمراہ مسجد آیا تو دیکھا کہ سب لوگ جماعت کی صورت میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں' لھذا ان کو دیکھ کر آپؓ نے فرمایا بہت اچھی بدعت ہے' علامہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ان تراویح کی جماعت کو صرف صورت کے اعتبار سے بدعت کہا اس لئے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ اجتماعی صورت پیدا ہوئی ورنہ حقیقت کے اعتبار سے بدعت نہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہی صحابہ کرام کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے حضرت عمرؓ کا اپنا من مانا فعل نہیں۔ انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی۔ (تفصیل کیلئے انوار المصابیح مصنفہ حجۃ الاسلام علامہ محمد قاسم نانوتویؒ رکعات تراویح مؤلفہ مولانا حبیب الرحمان الاعظمی وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں)

مسئلہ: اس لئے تراویح کو محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے' اگر محلے کے سارے لوگ مسجد میں باجماعت تراویح ترک کردیں تو سب کے سب تارک سنت اور گنہگار ہوں گے' لیکن اگر بعض اہل محلہ نے باجماعت تراویح مسجد میں ادا کئے تو باقی لوگوں کا ذمہ فارغ ہوجائے گا' البتہ مستورات کے لئے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ نہیں ہے (کفایت المفتی ۳/۳۶۱)

مسئلہ: تراویح پورے رمضان المبارک کے مہینے کا وظیفہ ہے' پورے مہینے میں تراویح کی نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اسی طرح تراویح میں قرآن کریم کا ایک بار ختم کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: تراویح کی تعداد باتفاق علماء امت بیس رکعت ہیں' آنحضرت ﷺ نے خود بھی بنفس نفیس بیس رکعت تراویح پڑھائی ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ نے اتنا اہتمام نہیں فرمایا مگر حضرت عمرؓ نے حضرت صحابہ کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح کو ایک امام کی اقتداء میں پڑھنے کا اہتمام فرمایا ہے اور کسی بھی صحابی رسول ﷺ نے کوئی اعتراض یا انکار نہیں کیا' اور سب ہی اس میں شریک ہوئے۔ امت مرحومہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (الحدیث) کی رو سے حضرت عمرؓ کا یہ اہتمام بھی معمول بہ ہے۔ اور اسی سے بیس رکعت کا

ثبوت مل جاتا ہے۔

مسئلہ: بیس رکعت تراویح کو دس سلاموں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کی مقدار بیٹھنا ہوگا جو مستحب عمل ہے' تاہم اگر اتنی مقدار بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو تو اس سے کم مقدار بھی بیٹھا جا سکتا ہے۔

بعض فقہاء کرام نے بیٹھنے کی اس حالت میں ذیل کی تسبیحات کو تین بار پڑھنے کا کہا ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت' سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح لااله الا الله نستغفرک ونسئلک الجنة ونعوذبک من النار (بہشتی زیور)

البتہ علامہ شامیؒ نے رب الملائکة والروح کے بعد اللهم اجرنا من النار یا مجیر یا مجیر یامجیر کے الفاظ ذکر کئے ہیں (شامی ۱/۶۶۱) اس لئے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے مگر ان تسبیحات کو آہستہ پڑھنا ہی بہتر ہے' پڑھنے والا امام ہو یا مقتدی۔ (ھکذا فتاوی دارالعلوم دیو بند)

مسئلہ: پانچویں ترویحہ کے بعد اور وتر سے پہلے بھی اتنی مقدار میں بیٹھنا اور مذکورہ بالا کلمات پڑھنا مستحب ہے اور اسکے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی مندوب ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند۔۱/۲۷۹) اگر چہ اس کو ضروری سمجھنا درست نہیں (فتاوی رحیمیہ ۱/۳۴۷)

مسئلہ: چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ایک مستقل آیت ہے اگر چہ کسی متعین سورت کا جز نہیں مگر آیت قرآنی ہونے کے ناطے کسی ایک سورة کے شروع میں ایک مرتبہ آواز بلند پڑھ لینی چاہیے۔ اگر کسی بھی سورة کے اول میں آواز بلند نہ پڑھی گئی تو قرآن مجید کے ختم میں ایک آیت کی کمی رہ جائیگی اور اگر آہستہ پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن پورا نہ ہوگا (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر چہ نابالغ حافظ کی اقتداء میں تراویح میں قرآن سننا درست نہیں مگر سامع کے لئے نابالغ حافظ کو کھڑا کیا جا سکتا ہے اور اسے پہلی صف میں کھڑا کرنا بھی بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ: قرآن شریف میں دیکھ کر تراویح پڑھانا یا دیکھ کر تراویح میں قرآن کریم سننا اور قاری کو فتح دینا دونوں مفسدات نماز میں سے ہیں۔

مسئلہ: سامع کے بغیر تراویح میں قرآن پاک سنانا بلا کراہت درست ہے' اگر چہ سامع کا ہونا بہتر ہے' اس لئے کہ سامع کی موجودگی میں قاری اور دوسرے مقتدی مطمئن ہوتے ہیں۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۴/۲۵۴)

تراویح میں کن کی اقتداء مکروہ' اور کن کی نہیں:

مسئلہ: اگر چہ یہ مسئلہ فقہا کرام کے ہاں مختلف ہے کہ ایک حافظ جب ایک مسجد میں ختم قرآن کرے تو وہ دوسری مسجد میں ختم کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اس حافظ نے ایک بار ختم قرآن کر کے اپنا ذمہ فارغ کر دیا ہے یعنی اسکی سنت ادا ہو چکی ہے اب جب وہ دوسری مسجد میں ختم قرآن کرے گا وہ اس کا نفلی ختم ہو گا۔ اور مقتدیوں نے چونکہ ابھی تک تراویح میں قرآن پاک کا ختم نہیں کیا ہے' اس لئے انکے ذمہ یہ سنت باقی ہے تو یہ ختم قرآن ان کی سنت ہو گی۔ تو چونکہ اس صورت میں اقتداء قوی بالضعیف لازم آئے گا' جو شرعاً درست نہیں الا یہ کہ وہ حافظ دوسرے ختم کو اپنے اوپر نذر کی صورت میں واجب کرے' مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ تراویح پورے رمضان میں پڑھنے سنت مؤکدہ ہے' دوسری مسجد میں جب یہ حافظ تراویح پڑھائے گا وہ بھی سنت مؤکدہ ہو گی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت موکدہ ہے کہ دونوں کی نماز متحد ہوئی اور یہ شبہ درست نہیں کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت موکدہ ہے دوسرا اور تیسرا نفل ہے' کیونکہ نماز امام کی سنت موکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے نماز سنیت ہونے سے خارج نہیں ہوتی جبکہ اقتداء کا تعلق نماز سے ہے' ختم قرآن سے نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچے کے ذمے نہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور نفل شروع کرنے اس پر اس کی ادا واجب ہوتی ہے' جبکہ بالغ شخص پر تراویح کی ادائیگی سنت ہے' اس لئے اقتداء ضعیف کی وجہ سے نابالغ بچے کو تراویح میں امام بنانا درست نہیں۔ تاہم اگر وہ نابالغ بچوں کو تراویح پڑھائے تو کوئی مضائقہ نہیں (هکذا فی امداد الفتاوی ۱/۳۶۱ و فتاوی محمودیہ ۲/۳۵۰)

مسئلہ: البتہ اگر بچے کی عمر سن بلوغ تک پہنچ چکی ہو اور اس پر علامت بلوغ ظاہر ہو چکے ہوں مگر ابھی تک اسکی داڑھی نہیں نکل آئی ہو تو یہ بچہ بالغ ہونے کے ناطے سے تراویح میں امامت کا اہل ہے مگر اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کی طرف سے دیکھنے کا احتمال ہو تب اس کی امامت مکروہ ہے۔ (هکذا فی امداد الفتاوی)

مسئلہ: ڈاڑھی منڈے اور ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت بنا بر فسق کراہت سے خالی نہیں ایسے افراد کو تراویح میں بھی امام نہ بنایا جائے۔ امداد المفتیین میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈوانے والا اور کٹوانے والا فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (امداد المفتیین ۱/۲۶۱)

مسئلہ: اگر مرد گھر میں صرف مستورات کو تراویح کی نماز با جماعت کروائے تو ایسا کرنا درست ہے' مستورات کی نماز یا اس شخص کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ۴/۲۶۲)

مستورات کی با جماعت تراویح کا مسئلہ: البتہ مستورات کی خود الگ جماعت کروانا علماء کرام کے ہاں مختلف فیہ ہے' اکثریت کی رائے کراہت کی ہے مگر محققین علماء مذاہب اربعہ نے نصوص صریحہ کی وجہ سے مستورات کی الگ جماعت کو جائز قرار دیا ہے' تفصیل کے لئے مولانا عبدالحیؒ کی تصنیف تحفۃ النبلاء فی جماعت النساء اور احقر کی کتاب

جماعت النساء کی شرعی حیثیت مطالعہ کریں۔

تراویح کہاں پڑھی جائے:

مسئلہ: نماز تراویح اگرچہ گھر میں یا حجرے میں پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے مگر مسجد میں نماز تراویح پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد صحابہ کرام نے تراویح کو مساجد میں ادا کی ہیں اور اسی پر تمام مسلمانوں کا تعامل چلا آ رہا ہے۔ نماز تراویح بھی نماز عید کی طرح شعار دین میں سے ہے (ھکذا فی مظاہر حق ۱۱۴) البتہ جامع مسجد کے بجائے اپنے محلے کی مسجد میں تراویح ادا کرنا زیادہ افضل ہے علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ لان لہ حقا علیه فیودہ (شامی ۱/۶۱۷) محلے والے پر مسجد محلّہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے (ھکذا فی فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۹)

مسئلہ: ہاں اگر مسجد میں دو جگہ نماز تراویح پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ از راہ نفسانیت نہ ہو مگر پھر بھی افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھی جائے (امداد الفتاوی ۱/۴۶۹)

تراویح میں قرآن سنانے یا سننے پر اجرت کا مسئلہ:

مسئلہ: تراویح میں قرآن کریم سنانے کے عوض کچھ روپیہ پیسہ بطور اجرت لینا اگرچہ شرعاً جائز نہیں لیکن اگر بلا طمع و معروف کے لوگ حافظ صاحب کو اکراماً کچھ دے دیں تو لینے اور دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: البتہ سماعت قرآن کی غرض چونکہ یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائے گا پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اجرت لینے کے لئے جواز پر فتویٰ ہے برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم مقصود نہیں ہے۔ (امداد الفتاوی ۱/۴۹۶)

قاری کو لقمہ دینا:

مسئلہ: حافظ صاحب اگر قرآن کریم پڑھنے کے دوران غلطی کر جائے تو اس کی اصلاح کے لئے لقمہ دینا جائز ہے مگر اس کو تنگ کرنے کے لئے بلا ضرورت لقمہ دینا یا غلط لقمہ دینا جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ عن معاویةؓ قال ان رسول الله ﷺ نهى الاغلوطات (الحدیث) (مشکوۃ کتاب العلم ۳۵) اور ایسا کرنا بھی اغلوطات میں داخل ہے۔

روزہ کے احکام و مسائل

روزہ کی تعریف: طلوع فجر سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا، اور جماع ترک کرنا روزہ کہلاتا ہے

مسئلہ: شریعت مقدسہ میں روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔

روزے کی اقسام: روزوں کی چار اقسام ہیں۔

(۱) فرض روزہ: جیسے رمضان المبارک کے ادا اور قضاء روزے

(۲) واجب روزہ: جیسے نذر کے روزے خواہ وہ نذر معین ہو یا غیر معین' نفلی روزوں کی قضاء جو شروع کرنے کے بعد تھوڑے رہ گئے ہوں اور اس طرح کفار کے روزے

(۳) نفلی روزہ: جیسے ہر مہینے کے تین دن ایام بیض کے روزے' شوال کے چھ روزے عاشورہ کے روزے

(۴) مکروہ روزے: اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) مکروہ تحریمی: جیسے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے

(۲) مکروہ تنزیہی: جیسے تنہا عاشورہ کا روزہ رکھنا اور ۲۷ رجب کا روزہ رکھنا' حضرت عمرؓ سے خاص ۲۷ رجب کے روزے سے لوگوں کو منع کرنا منقول ہے (بہشتی زیور)

روزے کی صحت کا مدار:

مسئلہ: روزہ چاہے رمضان المبارک کا فرضی روزہ ہو یا دیگر مہینوں میں نفلی قضاء روزے ہوں یا نذر کے روزے' سب میں نیت کرنا ضروری ہے بغیر نیت کے کوئی روزہ بھی صحیح نہیں البتہ ماہ رمضان اور نفلی روزں کے لئے اگر رات سے نیت کر لی جائے تو بھی فرض و نفلی روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر رات سے تو روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا مگر زوال سے پہلے پہلے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لی یا عام مہینوں میں نفلی روزے کی نیت کر لی تو روزہ ادا ہو جائے گا بشرطیکہ صبح صادق کے بعد کچھ کھایا' پیا یا دیگر مفطرات صوم امور کا ارتکاب نہ کر چکا ہو' قضاء اور نذر کی روزوں کی صحت کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: رمضان المبارک کے مہینے نفس روزے رکھنے کی نیت سے فرضی روزہ ادا ہوگا اگر چہ کوئی مقیم شخص رمضان المبارک کے مہینے میں نفلی' قضاء کفارہ یا نذر روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نیت کیلئے صرف دل کا ارادہ کافی ہے زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں البتہ اگر زبان سے نیت کی جائے تو بہتر ہے۔

مسئلہ: نفلی روزہ کیلئے صرف دل کے ارادے سے نفلی روزے کی نیت کی یا مطلق روزے کی نیت کی۔ دونوں صورتوں میں نفلی روزہ درست ہوگا۔ البتہ نذر' قضاء کفارہ کے روزہ رکھنے کے لئے نیت میں روزہ کا تعین ضروری ہے۔ یعنی اگر کوئی نذر کا روزہ رکھنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نذر کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ: نفلی روزے کی نیت کے لئے وبصوم غد نویت یعنی میں کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں' کہے اور رمضان کی روزہ کی نیت میں یوں کہے' وبصوم غد نویت من شھر رمضان اور میں کل کے رمضان کے روزہ کی نیت کرتا ہوں اور روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق پر افطار کیا (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

روزہ کے آداب:

مسئلہ: روزہ رکھنے کیلئے سحری کھانا مستحب ہے اگرچہ بھوک نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی سحری کھائے بغیر روزے کی نیت کرے تو روزہ درست اور صحیح ہے۔

مسئلہ: سحری حتی الامکان تاخیر سے کرنا بہتر ہے لیکن اتنی دیر بھی نہ کی جائے کہ صبح ہونے لگے۔

مسئلہ: سحری کھا رہے ہوں کہ جب وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہیے' یہ [illegible] سحری ہو سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں غلط ہے اور اس روزہ نہیں ہوگا۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: [illegible] سے کام لینا چاہیے جیسے مغرب کی اذان ہو روزہ توڑ دیا جائے تاخیر سے روزہ کھولنا [illegible] کے دن ذرا تاخیر سے روزہ کھولا جائے تاکہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ: [illegible] روزہ کھولنا مستحب ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو پھر کسی میٹھی چیز سے روزہ کھول لیا جائے ورنہ بصورت دیگر پانی [illegible] عوام میں مشہور ہے کہ [illegible] ثواب زیادہ ہے یہ غلط ہے

مسئلہ: ریڈیو یا فون [illegible] وقت پر اطلاع یا اذان دی جاتی ہو اس پر افطار [illegible] کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جہاز میں سوار ہو تو جب تک اس کو آفتاب نظر آ رہا ہے اس کیلئے افطار کرنے کی اجازت نہیں ہے طیارہ کے اعلان کا اختیار نہ کیا جائے اس لئے کہ روزہ دار جہاں موجود ہو اس کیلئے وہاں کا غروب معتبر ہے۔ لہذا جہاز میں سوار مسافر اس وقت روزہ افطار کرے جب اس کو سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مسئلہ: جنابت کی حالت میں سحری کرنا تو خلاف اولیٰ ہے مگر اس سے روزے میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (کفایت المفتی ۴/۲۲۹)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

مسئلہ: اگر بھولے سے روزہ دار کچھ کھالے یا پی لے یا بھولے سے بیوی کے ساتھ ہمبستری (جماع) کا ارتکاب کرے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ موصوف نے پیٹ بھر کے کھایا' پیا ہو' چاہے روزہ دار بھولے سے ایک بار ایسا کرے یا کئی بار۔

مسئلہ: کوئی شخص بھولے سے کھا' پی رہا تھا اور اسکو کسی نے دیکھا تو اگر کھانے پینے والا شخص طاقتور ہو اور اس کو روزہ سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں اس کو روزہ یاد دلانا واجب ہے' اور چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے' البتہ کھانے پینے والا کمزور ہو تو اس کو روزہ یاد نہ دلایا جائے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: حلق کے اندر گرد وغبار' دھواں اور مکھی' مچھر چلے جانے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا' بشرطیکہ ایسا کرنا قصداً و عملاً نہ

کیا جائے۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں تھوک نگلنے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا' تھوک چاہے جتنا بھی ہو (بہشتی زیور)

مسئلہ: بلغم' رال' اور ناک کے نگلنے سے بھی روزہ اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ بلاضرورت ایسا کرنا کراہت سے خالی نہیں اس لئے اگر کسی عورت کا شوہر بد مزاج ہو تو اس کے لئے نمک' مرچ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے زبان سے اس چیز کا چکھنا بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ: اسی طرح ضرورت اور مجبوری کے تحت منہ سے کسی چیز کو چبا کر چھوٹے بچے کے منہ میں دینا بلاکراہت جائز ہے' بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: اگر دوا یا کسی چیز کے چکھنے کا مزہ حلق میں محسوس ہو لیکن دوا وغیرہ حلق کے اندر نہیں گئی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا

مسئلہ: انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے لئے اگر مریض روزہ کی حالت میں Angised گولی زبان کے نیچے رکھ لے اور اس کا خیال رکھے کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے (بہشتی زیور)

مسئلہ: طبی ضرورت کے لئے اگر کسی بھی قسم کا ٹیکہ لگایا جائے ٹیکہ عضلاتی ہو یا وریدی' روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کسی مریض کو خون دینے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاوی ۴/۴۳۵)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا بلا کراہت جائز ہے اور اس طرح کرنے سے روزہ بھی متاثر نہیں ہوتا لیکن اس طرح کرنے سے انزال کا خوف یا جماع کا اندیشہ ہو یا نفس کے بے اختیار ہونے کا خوف ہو تو پھر ان وجوہات کی وجہ سے عورت کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بغل گیر ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: البتہ عورت کا ہونٹ لینا اور اس کے ساتھ برہنہ بدن بغیر دخول کے مباشرت کرنا کراہت سے خالی نہیں' چاہے امور بالا کا خوف ہو یا نہ ہو (ردالمختار ۲/۴۱۷)

مسئلہ: حاملہ عورت کو خون آنے سے اس کا روزہ متاثر نہیں ہوتا (الفقہ علی المذاھب الاربعہ ۱/۱۳۱)

مسئلہ: رمضان المبارک میں حیض بند کرنے کیلئے ادویات کے استعمال کرنے سے روزہ متاثر نہیں ہوتا اگرچہ عورت کی صحت کے لئے ایسا کرنا نقصان دہ ہے'

مسئلہ: زہریلے حشرات کے کاٹنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: شہوانی نظر سے اگر انزال ہو جائے جماع حقیقی اور جماع معنوی کے فقدان کی وجہ سے روزہ متاثر نہیں ہوتا۔

مسئلہ: قے کا خود بخود آنا فساد صوم کا سبب نہیں اگرچہ منہ بھر کے کیوں نہ ہو' اسی طرح اگر بلا قصد و ارادہ کے قے

اندر چلی جائے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر قصداً و عملاً چنے کے مقدار یا اس سے زائد حصہ خوراک لوٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمختار ۲/۴۱۴)

مسئلہ: اسی طرح روزہ کی حالت میں احتلام ہو جانے سے بھی روزہ متاثر نہیں ہوتا۔ (الھدایہ)

مسئلہ: دانتوں سے خون آنا مفسد صوم نہیں بشرطیکہ وہ خون اتنا قلیل مقدار میں ہو کہ اس کا احساس حلق کے اندر نہ ہو اگر خون کا احساس حلق کے اندر ہو جائے یا تھوک خون پر غالب یا مساوی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا (الھندیہ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں آنکھوں میں دوائی ڈالنا یا سرمہ لگانا مفسد صوم نہیں اگر چہ اس کا احساس حلق کے اندر ہو جائے۔ (الھندیہ ۱/۲۰۳)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں لپ اسٹک لگانا جائز ہے اگر منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے (احسن الفتاوٰی)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں پھول اور عطریات سونگھنا جائز ہے۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

روزہ ٹوٹنے کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا انما الافطار مما دخل ولیس مما خرج کہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور ہر اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہوتا ہے' ایک اور روایت میں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں: انما الوضو مما خرج ولیس مما دخل و الفطر فی الصوم مما دخل لیس مما خرج (الحدیث) کہ وضو ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے نکلے اور ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو جبکہ روزہ ہر اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اور اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جو جسم سے خارج ہو' ان دو روایات سے روزہ ٹوٹنے کا ایک اصول سامنے آیا ہے کہ قدرتی یا مصنوعی طور پر جن راستوں سے کوئی چیز جسم سے باہر آتا ہے اگر اسی راستے اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ان راستوں کو فقہ کی اصطلاح میں منفذ (opening) کہا جاتا ہے۔ لہذا جو چیز منفذ سے جسم میں داخل ہو جائے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور جو مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا' جیسے کہ آنحضرت ﷺ روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے' مشاہدہ یہی ہے کہ سرمہ لگانے کے بعد اس کے چند ذرات حلق تک پہونچتے ہیں مگر چونکہ یہ ذرات منفذ سے داخل نہیں ہوتے بلکہ مسام کے ذریعے پہنچتے ہیں اس لئے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے لہذ اقصداً و عملاً دوا یا غذا کھانے سے اگر چہ قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو' اسی طرح جماع کرنے سے جب حشفہ (سپاری) فرج میں داخل ہو جائے' منی خارج ہو جائے یا نہیں' روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ لواطت بھی جماع ہی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: اس طرح حقہ' سگریٹ پینے اور نسوار ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: صندل' لوبان' اگربتی وغیرہ سلگھا کر سونگھنے سے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر کمرہ کو ان سے دھونی دی جائے اور ان اشیاء کا دھواں باقی نہ رہے تو صرف خوشبو سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: اسی طرح کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی تنفس (inhaler) استعمال کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اور ان تمام صورتوں میں اس روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے تاہم اگر Inhaler کو اگر جان بچانے کے لئے استعمال کیا جائے تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

مسئلہ: اسی طرح پیٹ کے زخم میں دوائی ڈالنا جب وہ معدہ یا آنت کی طرف کھلا ہو بھی مفسد صوم ہے' قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ البتہ انتہائی مجبوری کے تحت دوائی ڈالنے کی صورت میں صرف قضاء لازم ہے۔

مسئلہ: اسی طرح مسوڑھوں کا خون اور نکسیر کا خون اگر حلق کے اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسی طرح وضو یا غسل کرتے وقت اگر کلی کے دوران یا ناک میں پانی ڈالنے کے دوران غلطی سے بھی پانی حلق کے نیچے چلا گیا یا دماغ تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں صرف قضاء لازم ہوگا' کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی چیز نگل جائے جس کو غذا یا دوا کے طور پر استعمال نہ کیا جاتا ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے تاہم روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہوگا کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح چنے کے دانے کی مقدار اگر کوئی چیز دانتوں میں پھنسی ہوئی ہو جیسے گوشت' روٹی کا ٹکڑا' تو اسکو نگل لینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' اگرچہ خود بخود اندر چلا جائے ' البتہ اگر چنے کے دانے سے کم مقدار کا ہو تو اس کے نگل جانے سے روزہ متاثر نہیں ہوگا لیکن اگر اس مقدار کی چیز کو باہر سے منہ میں ڈال کر نگل لیا جائے تو بھی روزہ متاثر ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اسی طرح بیوی کو بوسہ دینے یا ان کی طرف دیکھنے سے انزال ہو جائے تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' البتہ روزہ دار پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح کان میں دوائی ڈالنے یا پانی چلے جانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے' البتہ اس میں کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ اگرچہ بعض حضرات فقہا' عدم فساد کو راجح قرار دیتے ہیں' تاہم احتیاطاً روزہ ٹوٹ جانے میں سے ہے' (تفصیل کے لئے امداد الفتاویٰ مطالعہ کریں)

مسئلہ: بواسیر کا مسّہ اگر اجابت کے دوران باہر نکل آئے اور اس سے دھو کر گیلا اندر کر دیا جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا (امداد الفتاویٰ) البتہ بعض علماء کے ہاں بواسیری مسّوں پر دوائی لگانے یا اس کو پانی سے تر کرکے اوپر چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ کا نچ کو تر کرکے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں منجن یا ٹوتھ پیسٹ یا دانداسہ لگانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔(احسن الفتاوئی)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں دانت نکلوانا یا اس پر دوائی لگانا بلا ضرورت کراہت سے خالی نہیں البتہ بوقت ضرورت شدیدہ کے بلا کراہت جائز ہے۔تاہم اگر دوا یا خون حلق کے اندر چلا جائے یا اس کا مزہ حلق کے اندر محسوس ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔(احسن الفتاوئی)

کن کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے:

روزہ ایک فرضی عبادت ہے مگر بسا اوقات اس کو نہ رکھنا جائز ہے' بعض حالات میں تو بالکل روزہ رکھنا جائز ہی نہیں' اور بعض حالات میں نہ رکھنے کی اجازت ہے مثلاً

مسئلہ: حالت حیض ونفاست میں روزہ رکھنا جائز نہیں البتہ حالت جنابت روزہ رکھنے کے لئے مانع نہیں۔

مسئلہ: سفر اور مرض کے دوران روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے' اس لئے دل اور شوگر یا اس قسم کا دوسرا مریض جس کو ایک دیندار اور ماہر ڈاکٹر روزہ رکھنے کا مشورہ دے اور یہ کہے کہ اگر آپ نے روزہ رکھا تو آپ کا مرض بڑھ جائے گا یا جان چلی جائے گی یا کوئی عضو تلف ہو جائے گا تو تکلیف یعنی مرض کے دوران افطار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔البتہ صحت یابی کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔(الھندیہ ۱/۲۰۷)

مسئلہ: اسی طرح اگر حاملہ عورت یا مرضعہ (دودھ دینے والی عورت) کو اپنے آپ کی یا اپنے بچے کی بھوک سے ہلاکت کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: البتہ شیخ فانی کے لئے روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دینا جائز ہے۔شیخ فانی ہر وہ شخص ہے جو صحت یابی کی امید سے مایوس ہو چکا ہو علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ المریض اذا تحقق الیأس من الصحۃ (۲/۴۲۷)

فدیہ اور کفارہ کی مقدار:

مسئلہ: فدیہ کی مقدار صدقہ فطر کی طرح ہے' جس کی مقدار نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کھجور وغیرہ ہے ایک صاع ۲۸۰ تولہ کا ہوتا ہے' تو نصف صاع ۱۴۰ تولہ کا بنا۔چونکہ آج کل انگریزی کلو اور علاقائی سیر متفات ہیں اس لئے تولہ کی مقدار علاقائی سیر کا تعین کر کے گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

مسئلہ: جس شخص پر کفارہ لازم ہے تو کفارہ میں ایک غلام یا دو ماہ مسلسل روزے اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو دو وقت کھانا کھلانا اور یا ساٹھ (۶۰) مساکین کو صدقہ فطر کے برابر فدیہ دینا ہوگا۔

اعتکاف کے احکام و مسائل:

اعتکاف کی تعریف: اعتکاف کی نیت سے مرد کا مسجد شرعی میں ٹھہرنا یا عورت کا اپنے گھر کی مسجد میں بیٹھنا اعتکاف کہلاتا ہے

اعتکاف کی اقسام: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب اعتکاف: یہ وہ اعتکاف ہے جس کی نذر مانی جائے۔

(۲) مسنون اعتکاف: رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کے لئے بیٹھنا مسنون اعتکاف ہے' آنحضرت ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا ثابت ہے' اس لئے رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے مگر یہ سنت مؤکدہ ایسا ہے کہ اگر بعض افراد محلے کی مسجد میں اعتکاف کے لئے بیٹھ جائیں تو سب کا ذمہ فارغ ہو جائے گا۔

(۳) نفلی اعتکاف: رمضان المبارک کے آخیر عشرہ کے علاوہ کسی وقت بھی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھنا نفلی اعتکاف کہلاتا ہے۔

اعتکاف کی شرائط: اعتکاف کی صحت کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اعتکاف نفلی ہو' واجب ہو یا سنت سب میں اعتکاف کی نیت کا ہونا شرط ہے بغیر نیت کے مسجد میں ٹھہرنا شرعی اعتکاف نہیں کہلاتا۔

(۲) اور نیت کی صحت کے لئے چونکہ اسلام اور عقل شرط ہے اس لئے معتکف کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا بھی لازمی ہے البتہ اعتکاف کے لئے بلوغ شرط نہیں لہذا اگر سمجھدار بچہ اعتکاف کیلئے بیٹھ جائے تو اعتکاف درست ہے۔

(۳) اسی طرح اعتکاف کے لئے معتکف کا جنابت' حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی ضروری ہے۔

(۴) اعتکاف کے لئے شرعی مسجد کا ہونا ضروری ہے' چاہے اس میں پنج وقت نماز با جماعت ادا ہوتی ہو یا نہیں۔ البتہ عورت گھر میں اس جگہ اعتکاف کرلے جہاں وہ پنجگانہ نماز پڑھتی ہو اور جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے نماز کے لئے جگہ مقرر کر کے وہاں اعتکاف کرلے۔

(۵) واجب اعتکاف کیلئے روزہ رکھنا بھی ضروری اور شرط ہے' حتیٰ کہ اگر اعتکاف کیلئے بیٹھنے سے پہلے قبل نیت بھی کرلے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا' تب بھی روزہ رکھنا ہوگا' ہاں روزہ کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی بھی غرض سے روزہ رکھا جائے تو بھی اعتکاف کیلئے کافی ہے' اسی طرح مسنون اعتکاف کیلئے بھی روزہ شرط ہے اگرچہ مسنون اعتکاف میں عموماً رمضان کا روزہ ہی ہوتا ہے۔ البتہ نفلی اعتکاف کیلئے مفتیٰ قول کے مطابق روزہ شرط نہیں۔

(۲) واجب اعتکاف کم از کم ایک دن کا ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر چاہے معتکف نیت کرسکتا ہے' مسنون اعتکاف دس دن ہوگا۔ اس لئے مسنون اعتکاف رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے' اور مستحب اعتکاف کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں۔

دوران اعتکاف مسجد سے نکلنے کے انداز:

مسئلہ: معتکف کیلئے حالت اعتکاف میں مسجد سے حاجت انسانی مثلاً بول و براز' غسل جنابت کے لئے نکلنا بشرطیکہ مسجد میں غسل کا انتظام ممکن نہ ہو اور حاجت شرعی مثلاً جمعہ اذان وغیرہ کیلئے نکلنا جائز ہے' مگر جیسے ہی ضرورت پوری ہو جائے تو واپس مسجد چلا آئے۔ اسلئے بلاضرورت مسجد سے ایک لحہ کیلئے نکلنے سے بھی اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: قضاء حاجت کے لئے قریب سے قریب تر جگہ جانا چاہیے۔ قضاء حاجت میں وضو کرنا بھی ضروری ہے۔

مسئلہ: معتکف حالت اعتکاف میں مسجد میں چارپائی پر بھی سوسکتا ہے' ابن ماجہ شریف میں آنحضرت ﷺ سے مسجد میں اعتکاف کے دوران چارپائی پر سونا ثابت ہے' کما فی سفر السعادۃ و ابن ماجۃ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء سطوانۃ التوبۃ (مجموعۃ الفتاویٰ ۲/۱۸ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۷/۲۸۱)

مسئلہ: اخراج ریح کے لئے مسجد سے نکلنا مندوب ہے' اور مسجد میں اخراج ریح کراہت سے خالی نہیں' البتہ خالصاً حقہ وغیرہ پینے کے لئے مسجد سے نکلنا مرخص نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس ضرورت کو قضاء حاجت کے دوران پورا کیا جائے یا مسجد کے احاطہ میں کھڑے ہوکر دھواں باہر نکالا جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ ورحیمیہ)

مسئلہ: اعتکاف کے دوران اخبار پڑھنے یا خبریں سننے سے احتراز کرنا چاہیے۔ اعتکاف کے دوران رضاالٰہی والے امور میں مشغول رہنا چاہیے۔

مسئلہ: اعتکاف کیلئے چونکہ ساری مسجد معتکف ہے اس لئے معتکف دھوپ کے لئے مسجد کے کسی بھی کونے میں بیٹھ سکتا ہے (فتاوی حقانیہ)

مسئلہ: معتکف کیلئے اعتکاف کی حالت میں خاموشی کو عبادت سمجھ کر چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے مگر بلاضرورت اور فضول باتوں سے احتراز کرے' دوران اعتکاف دینی اور دنیوی گفتگو بقدر ضرورت کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: معتکف کے لئے مسجد میں اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے معتکفین یا نمازیوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران بامر مجبوری خرید و فروخت کرنا اگرچہ جائز ہے مگر سودا مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے دوران نماز جنازہ' کسی مریض کی عیادت' سرکاری یا غیر سرکاری ڈیوٹی' اور اس قسم کے دوسرے

قسم کے امور کے لئے نکلنا جو حوائج انسانی یا شرعی میں داخل نہ ہو اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ تاہم اگر معتکف اعتکاف میں بیٹھنے سے قبل مذکورہ امور کے لئے نکلنے کی نیت کرے تو بقدر ضرورت نکل سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کا مقصد چونکہ قرب الٰہی حاصل کرنا ہے' اس لئے معتکف اپنے گھر بار دینوی مشاغل چھوڑ کر مسجد میں مقیم ہو جاتا ہے' فقہا کرام نے لکھا ہے کہ معتکف حالت اعتکاف میں قرآن کریم کی تلاوت' احادیث مبارکہ' آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ' انبیاء کرام اور سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ اور دیگر دینی امور میں مشغول رہنا چاہیے۔ دنیاوی باتیں' ہنسی مذاق سے احتراز کرنا چاہیے۔ (الہندیہ ۲۱۲/۱)

شوال کے چھ روزے:

رمضان المبارک کے مہینے روزے رکھنے کے بعد احادیث مبارکہ میں شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت وضاحت کیساتھ آئی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ من صام رمضان ثم اتبعہ بستۃ من شوال فکانما صام الدھر (ابی داؤد وصحیح مسلم) جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے' اس لئے فقہا احناف' شوافع' حنابلہ اور بعض مالکیہ نے بالاتفاق ان روزوں کو مستحب کہا ہے' اگرچہ بعض حضرات نے ان روزوں کو مکروہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ روزے مستحب اور مندوب ہیں۔

مزید تفصیل کیلئے ناچیز کا جواب مطالعہ کیا جا سکتا ہے جو اس مسئلہ کی وضاحت کیلئے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے۔

روزوں اور تراویح کے بارے میں اغلاط العوام

لاعلمی اور احکام الٰہی سے دوری کی بناء پر عوام اکثر عبادات کی ادائیگی میں اغلاط کا شکار ہوتے ہیں' جس دیگر عبادات مثلاً زکوٰۃ اور نماز وغیرہ میں اغلاط کا ارتکاب کرتے ہیں' تو اسی طرح روزوں اور تراویح کے بارے میں بھی کئی اغلاط اور کوتاہیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

(۱) عوام الناس میں مشہور ہے کہ ایک روزہ رکھنا اچھا نہیں' یہ روزہ یونہی ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے۔ اس شہرت کا شریعت میں کوئی اصل نہیں یہ محض ایک لغو خیال ہے۔ البتہ صرف جمعہ کے دن کا روزہ اور صرف ۱۰ محرم (عاشورہ) کا روزہ اکیلے رکھنا ممنوع ہے' ان روزوں کے ساتھ پہلے یا بعد میں روزہ رکھنا چاہیے۔

(۲) عوام الناس میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جو شخص شوال کے چھ روزے رکھنا چاہیے تو وہ ضرور عید کے اگلے ہی دن روزہ رکھے ورنہ پھر شوال کے روزے ادا نہ ہوں گے۔ شریعت کی رو سے اس کا بھی کوئی اصل نہیں شوال کے روزے

عید کے بعد شوال ہی کے مہینے میں رکھنے چاہیے۔ البتہ اوائل شوال میں چھ روزوں کا مکمل طور پر رکھنا افضل ہے۔

(۳) بعض جگہ مشہور ہے کہ روزہ کی حالت میں اگر غسل کرنا چاہیے تو دوپہر سے پہلے پہلے کرے شام کے وقت غسل کرنے سے روزہ میں فرق آیا ہے' اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ شہرت بھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

(۴) بعض لوگ شوال کے چھ روزے اپنے پچھلے قضاء کے روزوں میں محسوب کر لیتے تھے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس شش عید کے روزے بھی ہو گئے اور قضاء بھی ادا ہو گئی تو یہ خیال بھی غلط ہے اگر ان روزوں کو قضاء کی نیت سے رکھا گیا تو قضاء روزوں کی ادائیگی تو ہو جائے گی' شش شوال کا ثواب نہیں ملے گا اگر کوئی شش عید کے روزوں کو ادا کرنا چاہے تو قضاء کے لئے الگ روزے رکھے اور شش عید کے الگ روزے رکھے' بعض کتابوں میں اگر چہ اس قسم کی بات لکھی گئی ہے' مگر اصول اور قواعد کے خلاف ہونے سے یہ بات صحیح نہیں۔

(۵) اکثر جگہ دیکھا جاتا ہے کہ افطار کے سامان میں جس کو عرف میں افطاری کہتے ہیں' اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ اس کے کھاتے کھاتے مغرب کی جماعت مسجد میں بالکل یا کسی قدر فوت ہو جاتی ہے' اور یہ بات قصداً اور اکثر ہوتی ہے جس میں شرعاً معذور بھی نہیں ہو سکتا' جماعت مسجد کی جو کچھ تاکید آئی ہے' اس کے اعتبار سے یہ عادت نہایت منکر ہے' اول تو اس قدر اہتمام ہی کی کیا ضرورت ہے؟ دوسرے یہ بھی تو ممکن ہے کہ نماز کے بعد یہ شغل ہو اور افطار کسی مختصر چیز پر ہو کہ نماز میں حاضر ہو جائے۔ (ماخوذ از اغلاط العوام)

(۶) اسی طرح تراویح ادا کرنے میں بھی متعدد منکرات داخل ہو گئے ہیں ایک تو یہ کہ لوگ تراویح سے فارغ ہونے کی جلدی میں نماز عشاء ایسی عجلت میں پڑھتے ہیں کہ بعض مساجد میں اذان قبل از وقت پہلے دے دی جاتی ہے۔

(۷) بعض حفاظ قرآن کریم تو ایسی تیز رفتاری سے پڑھتے ہیں کہ سامعین کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا' اور ثناء رکوع و سجدہ کی تسبیحات' تشہد وغیرہ بھی اسی رفتار میں پڑھتے ہیں۔

(۸) بسا اوقات اسی چار رکعت کے بعد وقفہ بھی نہیں کرتے یا اگر کرتے ہیں تو برائے نام کرتے ہیں۔

(۹) کچھ لوگ نابالغ بچوں کو تراویح میں امام بناتے ہیں۔ حالانکہ نابالغ کو مطلقاً نماز میں امام بنانا درست نہیں۔

(۱۰) بہت سے مقامات پر مروجہ شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں کئی منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے' نماز' قرآن اور مسجد کے آداب واحترام کو تو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ان تمام ناجائز امور کے ارتکاب سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ کمایا جاتا ہے۔

اس لئے ان امور کے ارتکاب سے پرہیز کیا جائے اور سنت کے مطابق روزہ اور تراویح ادا کیے جائیں تاکہ عبادت صحیح طریقہ سے ادا ہو۔ بشکریہ ماہنامہ الحق!

صدقہ فطر کے احکام!

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد مذکر اور مونث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نماز عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص۱۶۰، بحوالہ بخاری ومسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے

صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے فائدے

صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے اُن چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں جو ملاوٹ ہوگئی۔ اس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی

ہے۔اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رو سے کسی پر صدقۃ الفطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہئے۔خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے

صدقہ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔شوہر کے ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے بھی اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کردو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہو جائے گا۔اگر چہ اس کے ذمہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو ان کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے ان کو غلام اور باندی بنا لیا جاتا تھا۔جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہو اس کے اوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے۔شرعی جہاد ہوتا نہیں۔لہذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے

حضور اقدس ﷺ نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا۔بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی۔حدیث بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوا۔ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے دینے کا ذکر ہے۔دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب۔یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔لہذا اگر صدقہ فطر میں جو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوگا۔عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک

گندم یا اسکا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مر جائے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ: صدقۃ الفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر

اگر کسی نابالغ کی ملکیتؔ میں خود اپنا مال ہو۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال: بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟۔

جواب: اس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے۔ وزن وہی ہے جو اوپر گزرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے۔ اس کا وزن بھی وہی ہے جو جو کا وزن ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے۔ مثلاً چنا، چاول، آڑو، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دو گنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل

مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں

جس پر زکوۃ خود واجب ہو یا زکوۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو۔ یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت سے اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اسے فقیر کہا جاتا ہے اسے زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے میں تفصیل

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی دادا دادی کو زکوہ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے۔ اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے

جن رشتہ داروں کو زکوۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ فطر دینا

اپنے غیر نوکروں کو بھی زکوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحب نصاب ہو

اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اسے دے سکتے ہیں۔ اگر چہ اس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

❀❀❀......❀❀❀

قسط نمبر 6

اسلام مذہب میں اعتدال......ورواداری یا انتہا پسندی

ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

اعتدال رواداری اور عدم تشدد......اسوہ حسنہ سے عملی مثالیں

رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پوری دنیا کے لئے کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا میں اعتدال، رواداری اور عدم تشدد کی اعلیٰ ترین عملی مثالیں قائم کی ہیں۔ اسلام کے آغاز سے ہی آپ ﷺ پر اہل مکہ نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا شروع کئے۔ آپ ﷺ کو گالیاں دیں۔ قتل کے منصوبے بنائے۔ راستوں میں کانٹے بچھائے۔ جسم اطہر پر نجاستیں گرائیں۔ جادوگر، مجنوں اور نہ جانے کیا کیا نام دیئے۔ مگر بقول ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ ﷺ نے تمام زندگی اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ ہاں! اگر کوئی خدائی حرمت کو پامال کرتا تو اس صورت میں سختی کے ساتھ مواخذہ فرماتے۔

ذیل میں آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ سے اس سلسلے میں چند عملی مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

❁ ...... نبوت سے قبل جب کہ آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اہل مکہ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ جب حجر اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو ہر قبیلہ والے اس سعادت کو حاصل کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے۔ قریب تھا کہ تلواریں چل پڑتیں کہ آپ ﷺ نے ایک دانشمندانہ فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس پتھر کو اٹھا کر ایک چادر میں رکھا اور تمام قبیلوں کے سرداروں سے کہا کہ اس چادر کو مشترکہ طور پر اٹھا کر خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب سب نے پتھر اپنی جگہ تک پہنچا دیا تو آپ ﷺ نے اٹھا کر اسے اس کی جگہ پر نصب فرمایا اور یوں خون خرابہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔

❁ ...... جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو کفار نے ہر طرح سے آپ ﷺ کو ستانا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے چچا ابوجہل اور ابولہب آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے۔ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے ساتھ آپ ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا تھا۔ ان دونوں نے آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دیدی۔ اس طرح اہل مکہ نے خاندان قریش کا معاشرتی مقاطعہ کیا۔ یہ حالت سن ۷ نبوت سے ۱۰ نبوت تک جاری رہی۔ بھوک اور پیاس سے بچے بلبلا اٹھتے۔ مگر اہل مکہ کو ان پر رحم نہ آتا۔ ان تمام حالات میں آپ ﷺ نے صبر اختیار کیا۔

❁ ...... ایک بار رسول اکرم ﷺ حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل کے اکسانے پر بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور گندگی بھری اوجھڑی لاکر سجدے کی حالت میں آپ ﷺ کے اوپر رکھ دی۔ کفار اس منظر کو دیکھ

کر ہنسی میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ کم عمر حضرت فاطمۃ الزاہراءؓ دوڑتی ہوئی آئیں اور اس گندگی کو آپ ﷺ کے جسم مبارک سے ہٹا دیا۔

۞...... اہل مکہ سے ناامید ہو کر آپ ﷺ نے دعوت اسلام کی غرض سے طائف کا سفر اختیار کیا۔ وہاں کے سرداروں نے دعوت قبول کرنے کی بجائے برا بھلا کہا اور لڑکوں کو پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق اس وقت مختلف فرشتے آئے اور آپ ﷺ سے اہل طائف کی تباہی کی اجازت چاہی۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے مسلمان پیدا فرمائے گا۔

۞...... ابوسفیان کی بیوی ہند اسلام لانے سے قبل سخت ترین دشمن اسلام تھی۔ اس نے رسول اکرم ﷺ کے چہیتے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کروا کر ناک کان کٹوائے۔ سینہ چاک کرایا اور دل وجگر نکلوا کر چبایا۔ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے بلند اخلاق اور بے مثال عفو ودرگزر سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اس کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

۞...... حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے ان کا سینہ چاک کرنے والا وحشی بن حرب تھا جو ہند کا غلام تھا۔ (وحشی بن حرب کے لفظی معنی ہیں جنگلی، لڑائی کی پیداوار) فتح مکہ کے بعد یہ طائف بھاگ گیا۔ کیونکہ اہل طائف ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ مگر جب اہل طائف نے بھی اسلام قبول کرلیا تو وحشی کے لئے جائے پناہ نہیں رہی۔ اور جب مجبوراً دربار رسالت میں اسلام لانے کی غرض سے حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے اس کا اسلام قبول فرما کر سب کچھ معاف فرمایا۔

۞...... عکرمہ بن ابی جہل اسلام لانے سے قبل باپ کی طرح سخت ترین دشمن اسلام تھا۔ فتح مکہ کے دن خوف کے مارے یمن بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نے جو مسلمان ہو چکی تھی حضور ﷺ سے عکرمہ کے لئے امان طلب کیا اور عکرمہ جب دربار نبوت میں پہنچے تو حضور ﷺ فرط خوشی سے اس کی طرف ایسے دوڑے کہ چادر مبارک جسم اطہر سے کھسک کر نیچے گر پڑی۔

۞...... صفوان ابن امیہ قریش کے سرداروں میں سے تھا اور کٹر دشمن اسلام تھا۔ اس نے عمیر بن وھب کو بھاری رقم کی لالچ دے کر آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ بھیجا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کے ارادے کی اطلاع ہوگئی تھی۔ جب وہ خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ ﷺ نے اس کے اقدام سے پہلے ہی اس کے ارادے کی اطلاع اسے کر دی اور فرمایا کہ تمہارے اور صفوان کے درمیان خانہ کعبہ کے سایہ میں فلاں فلاں بات ہوئی تھی۔ یہ سن کر عمیر فوراً اسلام لے آیا۔ تاہم صفوان فتح مکہ کے دن بھاگا اور جدہ پہنچا جہاں سے یمن جانا چاہتا تھا۔ عمیر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور صفوان کے لئے امان کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے اپنا عمامہ مبارک

بطور امان کی نشانی عطا فرمائی۔ صفوان، عمیر کے ہمراہ دربار رسالت میں پہنچا اور چار ماہ کی مہلت طلب کی۔ بعد میں اسلام قبول کیا۔

❁ ...... مسلمانوں کی خاطر ایک بار آپ ﷺ نے ایک یہودی زید بن سعنہ سے قرضہ لیا۔ مقررہ وقت ادائیگی سے قبل ہی وہ یہودی آیا اور آپ ﷺ سے نامناسب اور گستاخانہ انداز سے پیش آیا۔ حضرت عمرؓ سے برداشت نہ ہوسکا اور اس کی گردن اڑانے کی اجازت چاہی۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ! تمہیں چاہئے کہ مجھے حسن ادائیگی کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی۔ پھر آپ ﷺ نے نہ صرف اس کا قرض واپس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ حسن سلوک کے طور پر بیس صاع زیادہ کھجوریں دینے کا حکم فرمایا۔ اس حسن سلوک سے وہ یہودی متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا۔

❁ ...... عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین، دل سے اسلام کا دشمن و بدخواہ تھا۔ غزوہ احد کے موقع پر بہانہ بنا کر اس نے مسلمانوں کی جمعیت جو ایک ہزار پر مشتمل تھی سے تین سو اپنے افراد جدا کرکے واپسی اختیار کی۔ یہ مشرکین و یہود کے ساتھ خفیہ ساز باز رکھتا اور مسلمانوں کے راز ان کو منتقل کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک مہاجر اور ایک انصاری کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔ دونوں نے اپنی اپنی قوم کو پکارا۔ آنحضرت ﷺ نے موقع پر پہنچ کر معاملہ رفع دفع کیا۔ مگر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ مدینہ چل کر ذلیل مسلمانوں یعنی مہاجرین کو نکال دوں گا۔ اور کہا کہ پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں سے ہاتھ اٹھالو تو وہ خود یہاں سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اس کی تفصیل سورۃ المنافقون میں آئی ہے۔ واقعہ افک یعنی حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے میں بھی اس کا بنیادی کردار تھا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ہمیشہ اس سے درگزر کا معاملہ فرمایا اور جب مرا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنا کرتہ عنایت فرمایا جس میں اسے دفن کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

❁ ...... سب سے بڑھ کر طیش اور غضب کا موقع افک کا واقعہ تھا۔ جبکہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی محبوب ترین بیوی، اور ابوبکرؓ جیسے یار غار اور افضل ترین صحابی کی صاحبزادی تھیں۔ شہر منافقوں سے بھرا پڑا تھا۔ جنہوں نے دم بھر میں اس خبر کو اس طرح پھیلایا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ دشمنوں سے شماتت، ناموس کی بدنامی، محبوب کی بے عزتی، یہ باتیں انسان کے صبر و تحمل کے پیمانہ میں نہیں سماسکتی۔ تاہم رحمت دو عالم ﷺ نے ان تمام کے ساتھ کیا کیا؟ .... واقعہ کی تکذیب خود خدا نے قرآن پاک میں کردی اور اس سے قبل آپ ﷺ نے کسی طرح کوئی انتقام نہیں لیا۔

❁ ...... ہبار بن الاسود وہ شخص تھا جس کے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں اور مکہ سے مدینہ ہجرت کررہی تھی۔ کفار نے مزاحمت کی۔ ہبار بن الاسود نے جان بوجھ کر ان کو اونٹ سے گرادیا جس سے ان کو سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہوگیا۔ فتح مکہ کے بعد مجبوراً آستانہ رحمت پر جھک آیا اور اپنی جہالت اور قصور کا اعتراف کیا۔ پھر کیا تھا؟۔ باب رحمت سامنے کھلا تھا اور دوست دشمن کی تمیز یکسر مفقود تھی۔

قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیاں اور ملکی سالمیت کا تقاضہ

عطاء محمد جنجوعہ

پاکستان نے بیت المقدس کی آزادی اور مقبوضہ عرب علاقے خالی کرنے کے لئے اقوام متحدہ اور غیر جانبدار ممالک کے اجلاس میں متعدد بار مسئلہ اٹھایا۔ صیہونی جارحیت کے خاتمہ کے لئے اسلامی ممالک کے وزراء خارجہ اور سربراہوں کی کانفرنس منعقد کرا کر اتحاد عالم اسلامی کے لئے راہ ہموار کی جو اسرائیل کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ اسرائیلی وزیراعظم نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ: ''وہ لبنان کے مسئلہ سے نمٹ کر عربوں کے ''چوکیدار'' پاکستان سے نمٹ لے گا۔'' جب پاکستان نے امن مقاصد کے لئے ایٹمی پلانٹ تیار کرنے کا پروگرام بنایا تو اسرائیلی ذرائع ابلاغ نے اسے عربوں کا اسلامی بم کہہ کر شوروغوغا بلند کیا۔ عراق کے ایٹمی ری ایکٹر پر شب وخون مارنے کے بعد اسرائیلی وزیراعظم نے اعلان کیا کہ اب ہمارا نشانہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات ہوں گی۔ اور پاکستان کو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک کہا گیا ہے۔

اسرائیلی حکومت کے دھمکی آمیز بیان ہمیں سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ پاکستان میں داخلی طور پر کونسا گروہ ہے جو اسرائیل کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ جس کے بل بوتے پر وہ اپنے مذموم عزائم کا برملا اظہار کرتا ہے۔ پاکستان نیشنل کرسچین لیگ کے صدر نے واضح طور پر نشاندہی کر دی کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار دنیا بھر میں اسرائیل کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ جن کا ہیڈ کوارٹر تل ابیب ہے۔''

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ مسلمانوں کے خلاف مرزائیوں کے مقدمے میں یہودی مرزائیوں سے زیادہ سرگرم تھی۔ آج بھی اسرائیل میں ایک گاؤں ہے جس میں اکثریت مرزائیوں کی ہے۔ اسرائیل نے دس لاکھ مسلمانوں کو بے گھر کر دیا۔ مگر کسی ایک قادیانی کو تنگ نہیں کیا۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کے سکول قائم ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) سے قادیانی مبلغین کو یہودی اپنے ملک میں ''دین'' کی اشاعت کے لئے دعوت دیتے ہیں۔ اسرائیلی حکومت کے سربراہ سے خفیہ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ لیکن قادیانیوں کو اپنے سینوں سے لگا رکھا ہے؟۔

جب میدان جنگ میں یہودیوں کو اسلام کے مجاہدین سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رہی تو یہودیوں نے اسلام میں مختلف قسم کے من گھڑت عقائد کو جنم دے کر ملت اسلامیہ میں رخنہ اندازی کی۔ اسلامی حکومت کے خلاف

داخلی یا خارجی سطح سے ہر اٹھنے والی تحریک کا یہودیوں نے ساتھ دیا۔ تا کہ مسلمانوں کی سیاسی طاقت پر کاری ضرب لگا کر صیہونی حکومت کے لئے راہ ہموار کر دی جائے۔ لیکن یہودیوں کو مطلوبہ مقاصد میں واضح کامیابی نہ ہوئی۔ یہودیوں کو قوی یقین ہو گیا کہ عقیدہ ختم نبوت سے ملت اسلامیہ کی وحدت استوار ہے اور جہاد کی بنا پر مسلمانوں میں عظمت وشوکت زندہ و پائندہ ہے۔ یہودی مسلمانوں کے دونوں بنیادی عقیدوں کو مسخ کرنے کے لئے مارے مارے پھرتے رہے۔ آخر ہندوستان کا وزیراعظم ڈوزائیلی اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔ جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کر لیا۔ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ''جہاد حرام ہو چکا ہے'' کا اعلان کر دیا۔ علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کے مذموم عقائد اور ناپاک عزائم دیکھ کر فرمایا کہ: ''یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف مائل ہے۔'' (حرف اقبال)

جب قادیانیوں کے اکھنڈ بھارت کا خواب نظر نہ آیا تو قادیانی انجمن نے پاکستان میں چناب نگر (ربوہ) کی زمین چند ٹکوں میں خرید کر (نوے سالہ لیز پر لے کر) خالص قادیانیوں کو آباد کیا۔ پاکستان میں قادیانی حکومت قائم کرنے کے لئے سیاسی پالیسی تشکیل دی۔ جن پر وہ آج تک عمل پیرا ہیں۔ پاکستان ان گنت قربانیوں کی بدولت نظریہ اسلام کی بناء پر معرض وجود میں آیا۔ نظریہ پاکستان کی بقا اسلام دشمن عناصر کی سرکوبی اور احیاء اسلام میں مضمر ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ:

''قادیانیوں پر زندگی کے مختلف شعبوں پر پابندیاں عائد کی جائیں۔ تا کہ پاکستان میں دوسرا اسرائیل بننے سے پیشتر ہی قادیانی حکومت کا ناسور بھسم ہو کر رہ جائے۔''

مرزائی سینکڑوں کی تعداد میں اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں۔ تخریب کاری اور غنڈہ گردی کی جدید تربیت حاصل کرتے ہیں۔ پھر چناب نگر (ربوہ) کی داخلی حکومت میں اپنے اندر باغیوں کے استیصال اور دشمنوں کی سرکوبی کے لئے دوسروں کو فوجی طرز کی مشقیں کراتے ہیں۔ پاکستان میں حکومت کے خلاف ہر اٹھنے والی تحریک میں گھس کر دہشت گردی کا موجب بنتے ہیں۔ غنڈہ گردی اور قتل و غارت سے ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ قادیانیت کے مذموم عقائد کو بے نقاب کرنے والے علماء و رہنماؤں کے اغواء کرنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) میں پاکستان کے بہت سے داخلی قوانین معطل ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) کے گدی نشین کا حکم مرزائیوں میں مقدم حیثیت رکھتا ہے۔ مرزا ناصر کی وفات کے بعد جانشین کا مسئلہ پیدا ہوا تو نوائے وقت کے نمائندے سے چناب نگر (ربوہ) میں انسانیت سوز سلوک کیا گیا۔ اس نے اپنی رپورٹ کا عنوان دیا: ''کیا چناب نگر (ربوہ) کے قصر خلافت میں کوئی ایٹمی پلانٹ تعمیر ہو رہا ہے۔''

پاکستان میں دوسرا اسرائیل بننے سے پہلے چناب نگر (ربوہ) میں فوجی چھاؤنی قائم کی جائے۔ تا کہ ان کی

داخلی و خارجی کاروائیوں کو بحتی سے کنٹرول کیا جا سکے۔

چناب نگر (ربوہ) کی اراضی کی مالکہ ''صدر انجمن احمدیہ'' ہے۔ جس نے چند پیسے فی مرلہ کے حساب سے زمین خرید کر ہزاروں روپے فی مرلہ کے حساب سے اپنے پیروکاروں میں فروخت کر دی۔ جنہوں نے لاکھوں روپے خرچ کر کے ان پر مکانات تعمیر کیے۔ لیکن پھر بھی ان کی مالکہ بدستور ''صدر انجمن احمدیہ'' ہے۔ چناب نگر (ربوہ) کی پرانی آبادی کے تمام مکینوں کو صدر انجمن احمدیہ کی بجائے انفرادی طور پر مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ تاکہ وہ اپنی مرضی سے جائیداد کی خرید و فروخت کر سکیں۔

چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کو مسلم کالونی تعمیر کرنے کی اجازت دینے سے چناب نگر (ربوہ) کو کھلے شہر کی حیثیت حاصل نہیں۔ اس لئے چناب نگر (ربوہ) کی پرانی آبادی میں مسلمانوں کو مساجد اور مکانات تعمیر کرنے کا موقع دیا جائے۔

چناب نگر (ربوہ) کو سب تحصیل کا درجہ دینے سے گردونواح کے لوگوں کی آمدورفت شروع ہوئی۔ مرزائیوں کو چناب نگر (ربوہ) کی حدود میں ہر داخل ہونے والے سے پوچھ گچھ کرنے میں دقت پیش آئی تو اب چناب نگر (ربوہ) سے سب تحصیل کے دفاتر لالیاں منتقل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ چناب نگر (ربوہ) کی سابقہ حیثیت بحال رکھی جائے۔ مزید براں تحصیل کے زیادہ سے زیادہ دفاتر چناب نگر (ربوہ) میں منتقل کیے جائیں۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائی ملک کی سول اور فوجی دونوں شعبوں کی اہم اور کلیدی آسامیوں پر چھا گئے۔ جنہوں نے ایسے قادیانیوں کو اپنے محکموں میں زیادہ بھرتی کیا جو قادیانی افکار و نظریات پھیلانے میں محرک و معاون ثابت ہوئے۔ مرزائی ملازموں نے قادیانی حکومت کے مقاصد کو سرکاری امور پر ترجیح دی۔ کلیدی عہدوں پر فائز مرزائی طبقہ اپنے ماتحت عملہ کو قادیانیت قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ نفی کی صورت میں ان کی ترقیاں روک دی جاتی ہیں۔ اسلام پسند مجاہدین جوان کے راستہ میں آہنی دیوار بن کر ڈٹ گئے۔ ان کو بلاوجہ اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کر دیے جاتے ہیں۔

پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی سب سے اہم وجہ مرزائیوں کی کلیدی آسامیوں پر تعیناتی ہے۔ حکومت کی ہر پالیسی کی کامیابی ان کی مرہون منت بن کر رہ گئی ہے۔ مرزائیوں کی وفاداریاں پاکستان کے بجائے چناب نگر (ربوہ) کے گدی نشین سے قائم ہیں۔ مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے فوراً برطرف کر دیا جائے۔ کیونکہ پاکستان اسلامی ریاست ہے۔ سیکولر نہیں۔

خود مختار ریاست کی بقاء نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت میں مضمر ہے۔ نظریاتی تبلیغ کا دارومدار تعلیم اور اطلاعات و نشریات پر منحصر ہے۔ بنگالی بھائیوں کی نئی پود میں ہندو اساتذہ نے نظریہ پاکستان کے منافی تعلیم

دی۔ لیونسٹوں نے افغانستان پر حملہ کرنے سے پیشتر نظریاتی فضا کو ہموار بنایا۔ تعلیم نئی پود پر دیرپا اثر مرتب کرتی ہے تو ذرائع ابلاغ نئی اور موجودہ دونوں نسلوں پر اپنا رنگ جماتے ہیں۔

پاکستان اسلامی نظریاتی ریاست ہے۔ وطن عزیز کی سلامتی ہمیں تن من دھن سے عزیز ہے۔ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے تعلیم و اطلاعات ونشریات کو اسلام اور ملک دشمن عناصر سے پاک رکھنا چاہئے۔ قادیانی اسلام اور وطن عزیز کے دشمن ہیں۔ ذرائع ابلاغ میں قادیانی ملازم اسلام سے بیزاری اور جنسی بے راہ روی کو جنم دے گا۔ کیا قادیانی اساتذہ ہمارے چمن کی نوخیز کلیوں کو نظریہ پاکستان کی حقیقت سے آشنا کریں گے؟۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان سے یہ توقع رکھنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے۔

جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کی ضمانت دفاع، خارجہ میں مجاہد، محب وطن، زیرک ومخلص عملے پر منحصر ہیں۔ دفاع میں عملے کے کسی ایک کارکن کی جاسوسی یا کوتاہی سے تاریخ کا نقشہ تبدیل ہوسکتا ہے۔ اسلام ملک دشمن عناصر نے ٹیپو سلطانؒ اور سید احمد شہیدؒ کو دھوکا دیا۔ وزارت خارجہ میں اگر محب وطن افراد تعینات نہ ہوں تو ملک دشمن عناصر سیر وسیاحت یا تجارت وغیرہ کی آڑ میں اندورن ملک گھس آتے ہیں۔ ادنیٰ ملازم کی جاسوسی سے خفیہ راز اور قیمتی دستاویزات دشمنوں تک پہنچ جاتی ہیں۔

نظریہ پاکستان کی آزادی کی بقا کے لئے تعلیم اور اطلاعات اور نشریات اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لئے دفاع اور خارجہ میں ادنیٰ آسامی سے لے کر کلیدی عہدوں تک تمام مرزائی ملازموں کو ملازمت سے سبکدوش کردیا جائے۔

قادیانی ملک کی مقبول سیاسی جماعتوں میں شامل ہوکر سرکاری پالیسی سے اختلاف رکھنے والوں کو اکساتے ہیں۔ تاکہ حکومت اور سیاسی جماعتوں کے مابین مفاہمت کی فضا سازگار نہ ہو۔ کسی متفقہ فارمولے تک رسائی نہ ہو۔ علاوہ ازیں سیاسی جماعتوں کے باہمی اتحاد میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو رجسٹرڈ کرتے وقت اس بات کی ضمانت لی جائے کہ قادیانیوں کو اپنی جماعت میں بطور رکن یا نمائندہ شامل نہ کریں گے۔

جب کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد پھر جائے یا منافقت کی صورت میں کھلے عام یا تحریری طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اس کا راز طشت ازبام ہوجائے۔ اسلام میں ایسے مرتد کی سزا قتل ہے۔ امت محمدیہ کے علماء متفقہ طور پر مرزائیوں کو اسلام سے خارج کر چکے ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی اس کی توثیق کردی ہے۔ تعجب ہے کہ قادیانی مختلف حیلوں سے اپنے آپ کو ''احمدی مسلمان'' کہتے ہیں تاکہ نومسلموں میں اسلام کا ایک مکتبہ فکر ظاہر کرکے تبلیغی مشن جاری رکھ سکیں۔

پاکستان میں فوری طور پر قانون ارتداد نافذ کیا جائے۔ تاکہ کوئی قادیانی رہنما اپنے اجتماع میں یہ بیان نہ دے سکے کہ: ''اسلام خطرے میں ہے۔ قادیانی تحریک ہی اس کا دفاع کر سکتی ہے۔'' اور کوئی قادیانی پیرو کار زبانی یا تحریری طور پر سرکاری فارموں کے مذہب کے کالم میں ''احمدی (قادیانی) مسلم'' لکھنے کی جرات نہ کر سکے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو اسے قانون ارتداد کے تحت شرعی سزا دی جائے جو قتل ہے۔

مرزائی اسلامی اصطلاحات وشعائر کا لبادہ اوڑھ کر ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے نابلد لوگ ان کے مکروفریب کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ قانونی طور پر مرزائیوں پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ اسلامی اصطلاحات وشعائر کو استعمال نہیں کریں گے:

☆ ...... مرزائیوں کا غلام احمد قادیانی کے نام علیہ السلام، مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المومنین اور مرزا کے ٹمر زائیوں کو رضی اللہ پکارنا یا لکھنا مذہب اسلام کی توہین ہے۔

☆ ...... خلیفہ کا اطلاق مسلمانوں کے دینی ودنیوی رہنما پر ہوتا ہے۔ پھر مرزائیوں کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے گدی نشینوں کو خلیفہ کے لقب سے پکاریں۔

☆ ...... دنیا کے مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام اور ہیئت وشکل ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ جن میں سے کسی کا نام لینے یا شکل دیکھنے سے فوراً سمجھ آجاتی ہے کہ یہ کس مذہب کی عبادت گاہ ہے۔ مسجد کا نام لینے یا عمارت دیکھنے سے پختہ خیال قائم ہو جاتا ہے۔ یہ مذہب اسلام کی عبادت گاہ ہے۔ مرزائیوں کا اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کی طرز پر تعمیر کرنا اور اسے مسجد کے نام سے پکارنا مکروہ فریب ہے۔ مرزائیوں کو عبادت گاہ کی ہیئت تبدیل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ نیز اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کی بجائے کسی اور نام سے پکاریں۔ چاہے مرزا خانہ کہیں یا کچھ اور۔

مرزائی دینی جماعتوں میں فروعی اختلافات کو ہوا دیتے ہیں۔ جلسوں میں گڑبڑ پھیلا کر نفرت کی آگ بھڑکا دیتے ہیں۔ تاکہ ملک میں احیاء اسلام کے لئے متفقہ فارمولے پر عمل پیرا نہ ہو سکیں۔

علماء حق سے دردمندانہ التماس ہے کہ فروعی اختلافات سے بالاتر ہو کر پاک سرزمین میں قرآن وسنت کی شمع روشن کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ ناموس رسالت ﷺ کے پاسبان بن کر قادیانیوں کے مذموم عزائم کو بے نقاب کریں۔ تاکہ پاکستان میں دوسرا اسرائیل بننے سے پہلے قادیانی مملکت کا خواب خاک میں مل جائے۔ قادیانیوں کے خلاف اس وقت تک مہم جاری رکھی جائے جب تک وہ اعلانیہ طور پر خود کو غیر مسلم تسلیم نہ کر لیں۔

شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر مذہب کا اندراج کیا جائے

شناختی کارڈ حکومت کی طرف سے قومی شناخت کی ضمانت ہے۔ روزمرہ مسائل حل کرنے میں ممدومعاون

ثابت ہوتا ہے۔شناختی کارڈ دیکھنے سے نام، ولدیت، عمر اور رہائش سے تو آگہی ہو جاتی ہے۔لیکن کسی کے مذہب کا پتہ نہیں چلتا کہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم۔اگر غیر مسلم ہے تو کس مذہب کا پیروکار ہے۔کیونکہ نام، ولدیت اور مذہب کی نشاندہی مشکل ہے۔

پاکستان میں ایسے غیر مسلم (مثلاً مرزائی اور بہائی) بھی ہیں۔جن کے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان غیر مسلموں میں سے مرزائی خود کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے۔بلکہ اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار کہتے ہیں۔مرزائیوں کے لیڈر مرزا طاہر نے قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں کہا تھا کہ:''اسلام کے تیزی سے پھیلنے کے دن قریب آرہے ہیں۔دوسرے مذاہب میں مردہ قوموں کو زندہ کرنے کی صلاحیت نہیں۔اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کی تبلیغ کا منصوبہ بنایا جائے اور ایسی نئی قوموں کو اسلام سے روشناس کرایا جائے۔''

مرزائی لیڈر نے اپنے بیان میں نہایت دیدہ دلیری سے اپنی جماعت کو اسلام کی نمائندہ جماعت کہا، اس کے پیروکاروں سے یہ توقع کرنا کہ وہ نجی و سرکاری سطح پر زبانی پوچھنے پر خود کو غیر مسلم کہیں یا تحریری طور پر لکھیں پرلے درجے کی حماقت ہے۔

شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج نہ ہونے سے مسلمانوں کو نجی سطح پر خصوصاً شہری ماحول میں شادی، غمی اور خورد ونوش جیسے مسائل میں دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس طرح سرکاری اداروں اور محکموں میں مختلف قسم کے فارموں میں خانہ پُری کرتے وقت مذہب کے بارے میں پوچھنا پڑتا ہے۔جبکہ مرزائی خود کو مسلمان ظاہر کر کے نجی و سرکاری سطح پر مسلم مفادات و مراعات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔جو اسلامی قانون اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔ تعجب ہے کہ شناختی فارم کے دوسرے تمام کوائف شناختی کارڈ پر درج ہو جاتے ہیں۔مگر مذہب کو غیر ضروری سمجھ کر اندراج نہیں کیا جاتا۔اسی طرح پاسپورٹ پر مذہب کا اندراج نہ ہونے سے غیر مسلم خصوصاً مرزائی مسلم ممالک میں جہاں ان کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے روزگار کی تلاش میں گھس جاتے ہیں۔وہاں جا کر مرزائیت کا پرچار کرتے ہیں۔اسلام دشمن تنظیموں سے گٹھ جوڑ قائم کر لیتے ہیں۔تخریبی کاروائیوں میں ملوث ہو کر برادر اسلامی ممالک کی سالمیت کے لئے خطرات پیدا کرتے ہیں۔حکومت کو چاہئے کہ فوری طور پر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ پر مذہب کے اندراج کا حکم جاری کرے۔

بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ تمام اقلیتوں کے لئے شناختی کارڈ، پاسپورٹ، الیکشن فارم، بیلٹ پیپر اور دوسری تمام سرکاری دستاویز الگ الگ رنگ کے کاغذات پر مشتمل ہوں۔تاکہ یہ جھگڑا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور یہ جو آئے روز ہر موقعہ پر یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں اور خرابی بسیار کے بعد جو حالات میں ''سازگاری'' پیدا ہوتی ہے۔صورت حال اس کے بغیر ہی بہتر ہے۔(بشکریہ ماہنامہ جائزہ)

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ننگر پارکر میں قادیانی وعیسائی گٹھ جوڑ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی ہدایت پر مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ حضرت مولانا نذر عثمانی اور میرپور کے مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے ننگر پارکر کا تین روزہ دورہ کیا۔ علاقے کے عوام اور علمائے کرام سے ننگر پارکر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ قادیانیوں نے 110 ایکٹرز مین ہسپتال کے لئے اور اسی طرح 45 ایکٹرز مین عیسائیوں نے ہاسٹل کے لئے خریدی ہے۔ اس کے علاوہ قادیانیوں نے ایک ہاسٹل بھی بنایا ہوا ہے جس میں علاقہ کے گردونواح کے لڑکوں کو اس میں رکھا جاتا ہے اور ان کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں اور ان میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہیں۔ اس ہاسٹل میں ان کی رہائش کا تمام خرچہ قادیانی جماعت کرتی ہے۔ الحمدللہ! اس علاقہ میں ایک بھی مسلمان قادیانی نہیں ہوا ہے۔ اس علاقہ سے ارباب غلام رحیم خان کامیاب ہوئے ہیں اور صوبائی سیٹ پر ان کے بھائی حاجی عبداللہ خان کامیاب ہوئے ہیں اور ارباب غلام رحیم اپنا تعلق تبلیغی جماعت سے ظاہر کرتے ہیں۔

چوکی پولیس چناب نگر کی بحالی

چناب نگر شہر کے وسط میں عرصہ دراز سے پولیس چوکی چلی آرہی ہے۔ قادیانیوں نے پولیس کی ملی بھگت سے پولیس چوکی کو متبادل جگہ پر منتقل کردیا۔ پولیس نے اپنی دینی ضروریات کے لئے چوکی سے ملحقہ جگہ پر مسجد بھی قائم کی۔ جب چوکی دوسری جگہ منتقل ہوگئی تو مسجد کا مصرف نہ رہا۔ چنیوٹ اور چناب نگر کے علمائے کرام نے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے نام سے ''مجلس عمل'' کا اجلاس کیا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے کی۔ مجلس عمل نے پولیس چوکی کی بحالی کے لئے بھرپور محنت کی۔ مجلس عمل کے ذمہ داران نے اسلام آباد اور لاہور میں قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران' سینیٹرز اور وزراء سے ملاقاتیں کی اور پورے ملک میں الاؤ گرم کیا۔ 4 ستمبر کو لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں اعلان کیا گیا کہ اگر 9 ستمبر سے پہلے پہلے چوکی کو سابقہ مقام پر منتقل نہ کیا گیا تو کانفرنس کے تمام شرکاء چناب نگر میں مظاہرہ کریں گے اور مطالبہ تسلیم ہونے تک احتجاج جاری رکھیں گے۔ چنانچہ حکومت نے حالات کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے چوکی کی بحالی کا اعلان کردیا۔ جس سے پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

قصور میں اجلاس

جناب قاری مشتاق احمد رحیمی کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی غرض وغایت مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد نے بیان کی۔ حاضرین کے مشورہ سے جماعتی عہدیداروں کا چناؤ کیا گیا اور حاجی اللہ دتہ مجاہد کی خدمات کا اعتراف کیا گیا اور ان کے استعفیٰ کے پیش نظر حالات کو مدنظر رکھ کر مقامی جماعتی عہدہ سے شرکاء اجلاس کی بھرپور تائید سے فارغ کردیا گیا۔ ان کی جگہ میاں معصوم انصاری کو جنرل سیکرٹری کے عہدہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔

سرپرست جناب چوہدری فضل حسین صاحب' صدر جناب قاری مشتاق احمد رحیمی صاحب' نائب صدر جناب قاری حبیب اللہ قادری صاحب' صدر دوم جناب حاجی محمد شفیع مغل صاحب' جنرل سیکرٹری جناب میاں معصوم انصاری صاحب' ناظم جناب محمد یونس بھٹی صاحب' ناظم نشرواشاعت جناب حاجی شبیر احمد مغل صاحب' خزانچی جناب حافظ محمد طاہر رحیمی صاحب۔

اجلاس میں حضرت مولانا زبیر شاہ ہمدانی' جناب قاری احسان اللہ رحیمی' جناب حاجی شبیر احمد مغل' جناب حاجی محمد شفیع مغل' جناب قاری مشتاق احمد' جناب میاں معصوم انصاری' جناب قاری حبیب اللہ قادری' جناب محمد رمضان' جناب قاری محمد طاہر' جناب حافظ محمد طاہر' جناب حافظ محمد نعیم' حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

جلسہ یوم تشکر

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چوکی کی بحالی کی خوشی میں مرکز ختم نبوت جامع مسجد محمدیہ چناب نگر میں 24 ستمبر کو یوم تشکر کے عنوان سے جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ' جرمنی میں قادیانیت سے تائب ہونے والے سابقہ قادیانی لیڈر جناب شیخ راحیل احمد سمیت چناب نگر اور چنیوٹ کے علمائے کرام نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے سرانجام دیئے۔ جلسہ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ چوکی اور مسجد سے متعلقہ اشیاء کی بحالی اور تعمیر ومرمت کے لئے فنڈز کا اجرا کیا جائے۔

چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس منعقد ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور طلباء عظام نے شرکت کی۔ کورس کی مفصل رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شمارہ میں پیش کی جائے گی۔

تبصرہ وتذکرہ!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

عوام کا بے تاج بادشاہ (مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ): مرتب: حضرت مولانا عبدالخالق :صفحات:105: قیمت:70 روپے: ملنے کا پتہ: جامعہ کاشف العلوم فقیروالی ضلع بہاول نگر

مفکر اسلام' مجاہد فی سبیل اللہ' عالم اسلام کی عظیم انقلابی شخصیت' پاکستان کے ممتاز عالم دین وفقیہہ' عظیم سیاست دان' جامعہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث' جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی شخصیت پر زیر نظر کتاب جامعہ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل حضرت مولانا عبدالخالق نے ترتیب دی ہے۔ بچپن سے جوانی تک علمی وتدریسی میدان' سیاست کی خارداروادی' عائلی قوانین کی اصلاح' سرحد کی وزارت علیاء' دور محمود' تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار' جیل وریل کی زندگی' مدارس عربیہ کی اصلاح وفلاح' تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ' حق گوئی وبے باکی' سفر آخرت' متفرق واقعات' مشاہیر کا خراج عقیدت ایسے بیسیوں عنوانات پر مختصر وجامع تذکرہ کا نام یہ کتاب ہے۔ یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکروی مدظلہ کی تقریظ نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگادیئے ہیں۔ طباعت واشاعت کے تمام مراحل اعلیٰ ذوق کا مظہر ہیں۔ خوبصورت جلد' رنگین ٹائٹل دلربا ہے۔

تذکرۃ الشیخ (حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ): تالیف: حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ: صفحات136: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

برکتہ العصر شیخ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کا تذکرہ ہو اور تذکرہ نگار حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ ہوں۔ اس پر تبصرہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ہمارے محترم حضرت مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری نے خوبصورت ترتیب سے اسے شائع کیا ہے۔ جو بجا طور پر قابل قدر ہے۔ امید ہے کہ اہل ذوق کے لئے تسکین کا باعث ہوگی۔

ساعتے باولیا: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: صفحات:260: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ سرحد

انسان کی زندگی میں انقلاب لانے کے مختلف اسباب شمار کئے جاتے ہیں۔ ان انقلابی اسباب میں ایک

اہم ترین سبب اکابر علماء' صلحاء' اذکیا' اتقیاء کی زندگی میں رونما ہونے والے حیرت انگیز' فکر اموز واقعات ہوتے ہیں۔ زیر نظر کتاب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی زیدمجدہ کے دوران مطالعہ نظروں سے گزرنے والے نقوش اور تاثرات کا مجموعہ ہے۔ نہ یہ کہ بزرگوں کی مکمل سوانح حیات' ان کا تذکرہ اور تاریخ' ان کے علمی اور عملی کارنامے۔ بلکہ یہ ان چند یاداشتوں اور مطالعاتی دورانیے کا مجموعہ ہے۔ رب تعالیٰ اس قسم کے علوم سے بھرے ہوئے ماخذ سے علم تشنگی دور کرنے کی توفیق فرمائے۔

سوانح مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی:

صفحات:227: قیمت:90: ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ سرحد

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سرزمین ہزارہ کی پہچان تھے۔ دارالعلوم دیوبند آپ کا مادر علمی تھا۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگرد تھے۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ آپ کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی باقیات الصالحات جمعیت علمائے اسلام ہے۔ جان جوکھوں میں ڈال کر اس کی آپ نے آبیاری کی۔ حضرت ہزارویؒ پر جناب سید منظور آسی کی ضخیم کتاب ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے اس کے دس ابواب قائم کرکے حضرت مولانا مرحوم کی مکمل سوانح کو ان میں سمودیا ہے۔ خاندانی پس منظر' تحصیل علم' تدریس' تنظیمی صلاحیتیں' جرات وبہادری' صبرواستقامت' تذکیہ واحسان' فرق باطلہ کا جرات مندانہ تعاقب' دینی' ملی' قومی' سیاسی خدمات اور سفر آخرت ان تمام عنوانات کے ذیل میں سینکڑوں واقعات کو بڑے قرینہ اور سلیقہ سے اس کتاب میں جمع کرکے گلہائے رنگا رنگ کا گلدستہ تیار کردیا ہے۔ کتاب کا آٹھواں باب جو تیس صفحات پر مشتمل ہے تحریک ختم نبوت میں آپ کے مجاہدانہ کارناموں سے مزین ہے۔ اس عنوان پر...... اتنا مواد کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی شخصیت کو پڑھنے کے لئے یہ کتاب بہت اچھی کاوش ہے جس پر مولف مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

ضروری اعلان

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہوچکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جاچکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔ ادارہ

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت:-/150

مقدمہ قادیانی مذہب
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت:-/75

خاتم النبیین
حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ
ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/70

تحفہ قادیانیت
جلد اول
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/150

تحفہ قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/150

تحفہ قادیانیت
جلد سوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/150

تحفہ قادیانیت
جلد چہارم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/150

تحفہ قادیانیت
جلد پنجم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت:-/150

احتساب قادیانیت
جلد اول
مولانا لال حسین اخترؒ
قیمت:-/100

احتساب قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد سوم
مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد چہارم
حضرت کشمیریؒ ، حضرت تھانویؒ
حضرت عثمانیؒ ، حضرت میرٹھیؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد پنجم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد ششم
قاضی سلیمان منصور پوریؒ
پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد ہفتم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد ہشتم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد نہم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد دہم
مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد یازدہم
بابو پیر بخشؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد دوازدہم
بابو پیر بخشؒ
قیمت:-/125

احتساب قادیانیت
جلد سیزدہم
مفتی محمد شفیعؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ
علامہ شمس الحق افغانیؒ
قیمت:-/125

قومی تاریخی دستاویز
مولانا اللہ وسایا
قیمت:-/100

آئینہ قادیانیت
مولانا اللہ وسایا
قیمت:-/50

قادیانی شبہات کے جوابات
جلد اول
مولانا اللہ وسایا
قیمت:-/50

قادیانی شبہات کے جوابات
جلد دوم
مولانا اللہ وسایا
قیمت:-/100

رئیس قادیان
مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
قیمت:-/100

سوانح مولانا تاج محمودؒ
صاحبزادہ طارق محمود
قیمت:-/80

رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام
مولانا عبداللطیف مسعودؒ
قیمت:-/100

نوٹ تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/600، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1300

رابطہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

مسلمان بچوں کے لیے

جسے بڑی عمر کے مرزائی شوق سے پڑھ سکتے ہیں

دو رنگی

اشتیاق احمد

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک کتاب روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 پر لکھا ہے:

’’خدا نے مجھے میری وفات کی اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا ہے کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں، مجھے ایک جگہ دکھادی گئی ہے کہ یہ میری قبر کی جگہ ہوگی۔ میں نے ایک فرشتہ دیکھا، وہ زمین ناپ رہا تھا۔ تب ایک مقام پر پہنچ کر اس نے کہا، یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا، یہ تیری قبر ہے۔ تب سے مجھے یہ فکر رہی کہ ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی آئی۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد ہی انتظام کر لیا جائے۔‘‘

آپ ذرا اس تحریر کو خوب غور سے پڑھ لیں، ہم نے ذرا مختصر کر کے تحریر کی ہے، ورنہ یہ طویل تھی۔

اس سے خوب واضح ہے کہ مرزا کو اس کی قبر کی جگہ دکھادی گئی اور وہاں اس نے زمین خریدنے کا انتظام کیا۔

اب ذرا اُس کی کتاب کشتی نوح کا صفحہ 24 ملاحظہ فرمائیں، لکھتا ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دورنگی نہیں آتی۔

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں... ان دونوں باتوں میں سے وہ کس بات کو درست مانتے ہیں... امید ہے، مرزائی قیامت تک نہیں بتا سکیں گے... تو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ وہ مرزائیت کے دجل اور فریب کو سمجھ لینے کے بعد اس سے تائب بھی ہو جائیں، شکریہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل!

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کررہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچارہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی، مسلم مقدمات کی پیروی کررہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے ذریعے سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی، بہائی، گوہرشاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف وتصنیف کا شعبہ، اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ، مبلغین، تبلیغی دفاتر، لٹریچر ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک کے ذریعے تبلیغ واشاعت وحفاظت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں

نوٹ: مجلس زکوٰۃ وصدقات کی رقوم اپنے زیرانتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں، امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

مرکزی ناظم اعلیٰ	نائب امیر مرکزیہ	امیر مرکزیہ
حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہ	حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ	حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122